3 5/73

# برہان

از

## محمد سلیمان منصور پوری

نحو :-

مرتب — مولانا محمد عثمان فارقلیط

HOMA - ASYUN

ناشر :- الجمعیۃ بک ڈپو - گلی قاسم جان - دہلی ۶

AsliAhleSunnet.com

هٰذَا مَوْعِظَةٌ لِّلنَّاسِ

# برہان

جناب محترم قاضی محمد سلیمان صاحب منصورپوری رحمۃ اللہ

مصنف رحمۃ للعالمین کی مشہور تصنیف

جس میں

توریت۔ انجیل اور قرآن کی خصوصیات۔ ان کے مراتب کا فرق
قرآن حکیم معیار صداقت۔ حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ علیہما السلام
اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج۔ فرق مراتب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت عام نوع انسان کے لئے۔ اس کے
دلائل وشواہد۔ تکمیل دین کی بشارت۔ تمام دلائل خود انکی کتابوں سے
نہایت دلچسپ۔ دل دوز۔ مختصر مگر جامع۔ دریا بکوزہ مع اضافہ حواشی از

مولانا محمد عثمان صاحب فارقلیط

شائع کردہ الجمعیۃ بک ڈپو جمعیۃ بلڈنگ قاسم جان اسٹریٹ دہلی ۶

قیمت ایک روپیہ ۵۰ پیسے

AsliAhleSunnet.com

LIBRARY
JAMIA HAMDARD
U12226

297.7
F19B

طباعت ——— الجمعیۃ پریس دلّی

تعداد ——— ایک ہزار

ناشر ——— الجمعیۃ بک ڈپو۔ دلّی

قیمت ——— ایک روپیہ پچاس پیسے

ملنے کا پتہ:- الجمعیۃ بک ڈپو۔ جمعیۃ بلڈنگ قاسم جان اسٹریٹ دلّی

c12226

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز
پنچکوئیاں روڈ، نئی دہلی ۱

15 MAY 1973

AsliAhleSunnet.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# پیش گفت

شاید علمی طبقہ نے مرحوم قاضی محمد سلیمان منصور پوری، مصنف کتاب "رحمۃ للعالمین" کو فراموش نہ کیا ہوگا۔ مرحوم نے سیرۃ نبوی پر ایک ایسی کتاب لکھ دی ہے جس کی نظیر سیرۃ کی کتابوں میں مشکل ہی سے مل سکے گی جب تک یہ کتاب باقی رہے گی، مرحوم بھی زندہ رہیں گے اور ان کا نام رہتی دنیا تک تابندہ رہے گا۔ آپ کو یہود و نصاریٰ کی کتب مقدسہ کے بارے میں درجہ اختصاص حاصل تھا، عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ اگر مولٰنا رحمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیرانوی، ڈاکٹر وزیر خان مرحوم اور مولانا ابو المنصور دہلوی مصنف "نوید جاوید" زندہ ہوتے تو مرحوم قاضی صاحب کو داد دئے بغیر نہ رہتے مگر مرحوم نے اونچے درجہ کے پادریوں کے سوالات کے جوابات دئے افسوس ہے کہ انہیں فراموش کر دیا گیا ہے اور کسی کو ان کے نام تک معلوم نہیں ہیں؛

اسلام کے خلاف عیسائی مشنریوں کا لٹریچر جو ۱۸۳۰ء سے ۱۹۴۷ء تک پھیلا ہوا ہے ہر جگہ مل سکتا ہے اور کوڑیوں کے مول فروخت ہوتا ہے اگر ان کی کوئی کتاب نایاب ہے تو وہ اسے اپنے ماہناموں اور سہ ماہی رسالوں میں قسط وار شایع کرتے ہیں، تاکہ وہ محفوظ ہو جائے اور گمراہی کا یہ راستہ کھلا رہے، عیسائیوں کے ادارہ "ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ فار اسلامک اسٹیڈیز" کی طرف سے ایک سہ ماہی رسالہ "ہما" کے نام سے نکلتا ہے اس میں پادری اکبر مسیح کی کتاب "تنویر الاذہان فی فصاحۃ القرآن" قسط وار شایع ہوتی رہی ہے یہ کتاب ۱۹۰۵ء یعنی ۶۹ سال پہلے شایع ہوئی۔ اسی زمانہ میں اس کتاب کا جواب "اعجاز القرآن" کے نام سے

AsliAhleSunnet.com

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی مرحوم کے قلم سے نکلا اور شایع ہوا لیکن وہ آج تلاش کرنے کے باوجود کہیں نہیں مل سکتا۔ مسلمانوں کا کوئی ایسا ادارہ نہیں جو علماء اسلام کے شاہکاروں اور شہ پاروں کو محفوظ کر سکے اور ان کو بار بار شایع کرے۔ اکبر مسیح کی کتاب آج بھی موجود ہے اور وہ مسیحی رسالہ میں قسط وار بھی شایع کردی گئی ہے اگر نہیں ہے تو اس کا جواب "اعجاز القرآن"۔ عیسائیوں کی ہر کتاب کے کئی کئی جواب شایع ہوئے مگر اپنے اپنے وقت میں ان کا چرچا رہا۔ بعد میں ان کا نام تک سننے میں نہیں آیا؛

یہی سلوک مرحوم قاضی صاحب کے کتابچوں کے ساتھ کیا گیا ہے جو اپنے اسلوب بیان طریق استدلال اور صحت سند اور اطمینان بخش جوابات کے اعتبار سے ممتاز ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ ان کتابچوں کا نام تو محفوظ ہو جائے۔ شاید کسی کو ان کی اشاعت کی سعادت نصیب ہو۔

# (۱) کتاب برھان

یہ ایک ۳۲ صفحہ کا کتابچہ ہے اس کے سرورق پر لکھا ہے "ایک پادری صاحب ماموره بلوچستان کے خط کا جواب المسمّٰی بہ البرھان" یہ کتاب ۱۹۱۵ء میں حمیدیہ ایجنسی بٹالہ نے شایع کی تھی، کتاب یا کتابچہ کیا ہے؟ دریا بکوزہ ہے، اسمیں پادری صاحب کے چار بنیادی سوالات کے جوابات دیے گئے ہیں۔ ہر جواب مسکت، ایمان افروز اور اسقدر جامع ہے کہ باید و شاید، ہر جواب میں ابطال عیسائیت اور اسلام کی صداقت روزِ روشن کی طرح ثابت ہو جاتی ہے۔ اسی لئے اس کتابچہ کی اشاعت ضروری سمجھی گئی ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے؛

# (۲) ایک عرض کا جواب

کتاب کے سرورق پر تحریر ہے۔ "ایک عرض یعنی پادری جے ڈانیال صاحب ماموره گجرات پنجاب کے سوالات کا جواب" پادری صاحب نے آٹھ سوال لکھ کر اور اپنی ہی طرف سے ان کا جواب دیکر شایع کئے، قاضی صاحب نے بڑے سہل الفاظ میں بائبل کی رو سے ان جوابات کو غلط ثابت کیا ہے، اور بتایا ہے کہ موجودہ اناجیل اور قرآن کریم میں کس قسم کا تعلق ہے، انسانی اعمال کی اہمیت کیا ہے، انبیاء کا گناہگار ہونا خود بائبل کی رو سے بھی غلط ہے شفاعت کیا ہے؟ اور کیا حضرت یسوعؑ ازروئے اناجیل شفیع قرار پا سکتے ہیں؟ جامۂ انسانی میں خدا یعنی

AsliAhleSunnet.com

خدا کا تجسم وغیرہ ہر جواب میں قرآن کریم اور بائبل سے استدلال کیا گیا ہے یہ کتابچہ ۱۹۱۶ء میں شائع ہوا تھا:

## (۳) استقامت

سرورق پر مرقوم ہے "ایک متذبذب مسلمان کے خط کے جواب میں جس کے مطالعہ سے اللہ تعالےٰ نے اسکو استقامت ارزانی فرمائی" یہ کتابچہ ۱۹۱۳ء میں شائع ہوا تھا جو ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے، کہنے کی ضرورت نہیں کہ کتاب کس قدر مدلل اور تسلی بخش ہوگی، قاضی صاحب نے دیباچہ میں تحریر فرمایا ہے:

میں نے اس متذبذب مسلمان سے دریافت کیا کہ عیسائیت پر میلان کی اصل وجہ کیا تھی؟ انہوں نے بتایا کہ میں بیمار پڑا تو کسی نے میری خبر نہ لی، پادری آئے اور میری چارپائی اپنے بنگلہ پر لے گئے، اور انہوں نے میرا علاج کرایا ساتھ ہی اسلام کے خلاف بھی اعتراض کرتے رہے اس کا اثر یہ ہوا کہ پادریوں کا احترام میرے دل میں جاگزیں ہوگیا۔"

اس پر قاضی صاحب نے لکھا ہے کہ ہم اپنے بعض بھائیوں کو اسی لئے کھو دیتے ہیں کہ ہم انکے ساتھ اخلاق محمدی کا برتاؤ نہیں کرتے لیکن قاضی صاحب کے جوابات سے وہ مطمئن ہوا پھر وہ اسلام کے مناد اور واعظ بن گئے اور اسی مبارک خدمت میں مرحوم و مغفور ہوئے!

## (۴) کیا اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے؟

یہ کتاب جیسا کہ خود قاضی صاحب نے دیباچہ میں لکھا ہے ایک لیکچر ہے جو آپ نے انجمن نعمانیہ لاہور کے سالانہ جلسہ ۱۸۹۹ء میں دیا تھا۔ عیسائیوں نے اور پھر ان کی کاسہ لیسی میں آریہ سماج نے اسلام پر بزور شمشیر پھیلانے کا الزام لگایا۔ دراصل عیسائیوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اسلام تلوار کے بغیر کیونکر پھیلا۔ درآنحالیکہ عیسائی مذہب کو جبر سے پھیلایا گیا ہے۔ اور ظلم و جبر کو منظم کرنے کے لئے محکمہ احتساب مذہبی (انکویزیشن) کا قیام عمل میں آیا! قاضی صاحب نے انتہائی اختصار کے ساتھ ان اسباب پر روشنی ڈالی ہے جو اسلام کے پھیلنے کا باعث ہوئے مرحوم کے انداز بیان میں بقدر

AsliAhleSunnet.com

دلکشی ہے کہ دلوں میں اُترے بغیر نہیں رہتی، جو شخص بھی حق کی خاطر اس کتابچہ کو پڑھے گا وہ اس افسانہ پر کبھی یقین نہیں کرے گا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے، مرحوم نے اپنے خیالات کے اظہار کے لئے قرآن کریم، تاریخ، اور واقعات سے استدلال کیا ہے اور مختصر تحریر میں اس بحث کو تشنہ تکمیل نہیں چھوڑا ہے۔ افسوس ہے کہ اب یہ کتاب بھی نایاب ہے اور عام طور پر اس کا دستیاب ہونا بہت مشکل ہے؛

# (۵) انجیلوں میں خُدا کا بیٹا

انجیلوں میں جہاں جہاں حضرت مسیحؑ کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے، قاضی صاحب نے انجیلوں کے سیاق وسباق سے ثابت کیا ہے کہ اس کا وہ مفہوم نہیں ہے جو عیسائیوں نے سمجھا ہے۔ کیونکہ انجیلوں میں ہر نیک انسان کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے؛ انجیلوں میں ۲۶ مقامات پر مسیحؑ کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے مگر ان ہی معنوں میں جن میں تمام انسانوں کو بیٹا کہا گیا ہے؛ اس میں حضرت مسیحؑ کی کوئی خصوصیت نہیں۔ قاضی صاحب نے لکھا ہے کہ زبور میں حضرت داؤدؑ کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے (زبور ۲) اور حضرت مسیحؑ کو انجیلوں میں حضرت داؤدؑ کا بیٹا لکھا ہے اس رشتہ سے مسیحؑ خدا کا پوتا ہوا نہ کہ خدا کا بیٹا، یہ مختصر کتابچہ اس قدر مقبول ہوا کہ خود عیسائیوں نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کر کے شائع کیا۔ یہ کتابچہ بھی نایاب ہو کر فراموش ہو چکا ہے؛

# (۶) اساطیرُ الاولین

اس میں بائبل کے افسانوں کا قرآن کریم کے قصص سے موازنہ کر کے بتایا گیا ہے کہ حقیقت اور افسانہ میں کس قدر بُعد ہے، راقم الحروف کی نظر سے یہ رسالہ نہیں گذرا شاید کسی کتب خانہ سے دستیاب ہو سکے؛

یہ وہ کتابچے ہیں جو عیسائیوں کے جواب میں لکھے گئے ہیں، کچھ اور بھی کتابچے ہیں، جن کا تعلق اسلامیات سے ہے، مثلاً الصلوٰۃ والسلام اور مہر نبوت وغیرہ باقی وہ مضامین بھی ہیں جو مختلف کانفرنسوں میں پڑھے گئے مگر ان کی طباعت نہ ہو سکی، اسلام کی صداقت پر ایک مضمون وہ تھا جو قاضی صاحب نے لکھ کر نومسلم کانفرنس کراچی میں پڑھنے کے لئے بھیجا تھا، اس کا اصل مسودہ راقم الحروف نے کراچی میں حاصل کر لیا تھا، جسے بعد میں رسالہ فاران بجنور میں شائع کر دیا گیا، اور اس کی اشاعت پر

AsliAhleSunnet.com

مشہور مورخ اسلام اکبر شاہ خاں نجیب آبادی نے راقم الحروف کو مبارک باد دی :

## فٹ نوٹوں کے بارے میں

اس کتابچہ میں راقم الحروف نے فٹ نوٹوں کا اضافہ کیا ہے اور آپ دیکھیں گے کہ انکے ذریعہ ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا گیا ہے، جن مقامات میں صرف اشارے ہیں، راقم الحروف نے انکی وضاحت کی ہے، جہاں کسی مضمون پر صرف باب اور آیت کا حوالہ دیا گیا ہے وہاں پوری عبارت نقل کردی گئی ہے۔ جہاں کوئی حوالہ نہ تھا وہاں حوالہ دیدیا گیا ہے اور کوئی مقام تشنہ نہیں چھوڑا گیا

اگر کسی کو عیسائی مذہب کی کتب مقدسہ کی پوری تاریخ سے واقفیت حاصل کرنی ہو تو وہ راقم الحروف کی تازہ تصنیف

## قرآن کریم اور انجیل مقدس

کا ضرور مطالعہ کرے اس کتاب میں اناجیل مقدس کا جعلی اور مصنوعی ہونا خود اندرونی اور بیرونی شہادتوں سے ثابت کیا گیا ہے نیز قرآن کریم کی اُن آیات کریمہ کی توضیح کی گئی ہے جن میں انجیل کا ذکر آیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن کریم نے جس انجیل کی تصدیق کی ہے اس نے اس کے اوصاف بھی بیان کردئے ہیں، جن سے موجودہ انجیلیں خالی نظر آتی ہیں الجمعیۃ بکڈپو دہلی سے دستیاب ہوسکتی ہے

قاضی صاحب مرحوم کی کتاب "ایک عرض" جس کا تعارف اوپر کرایا گیا ہے، رسالہ برہان میں شامل کردی گئی ہے گویا یہ مجموعہ دو کتابوں پر مشتمل ہے اور ہر کتاب اپنی جگہ مستقل حیثیت رکھتی ہے، یہ دوسری کتاب پادری دانیال کی "ایک عرض" کا جواب ہے اس میں بھی اسلام اور عیسائیت سے متعلق بہت سے بنیادی مسائل زیر بحث آگئے ہیں۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان ہر دو کتابوں کو دوسروں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور مرتب کو مزید خدمت کی توفیق بخشے :

محمد عثمان فارقلیط

یکم جون ۱۹۷۳ء

AsliAhleSunnet.com

# یکم / اگست ۱۹۱۴ء

کرم فرمائے بندہ جناب قاضی صاحب دام الطافکم

بعد سلام عرض ہے کہ کل میں نے پرچہ المسلم غازی محمود صاحب کسی دوست کی معرفت دیکھا۔ آپ کا خط پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی اور مناسب خیال کیا کہ آپ سے خط کی معرفت تعارف حاصل کروں۔ میں نے المسلم من اولہ الی آخرہ دیکھا اور غور سے پڑھا بطور نمونہ عرض کرتا ہوں کہ کاتب کی غلطی تک معلوم کر لی۔ ملاحظہ فرمائیے ص۲۳ سطر آخری جلد اول ماہ جولائی۔ یونہ نبی نہیں ہے۔ بلکہ اعمال ۲/۱۶ میں یوئیل نبی ہے۔ خیر مطلب یہ ہے کہ میں نے خوب غور سے پڑھا۔ چونکہ آپ کو ایک آزاد محقق خیال کیا۔ اس لئے چند باتوں کی بابت عرض کرنا مناسب خیال کیا۔ میرا مسیحی خیال ان باتوں پر مبنی نہیں ہے۔ جو امہات المومنین[1] یا تعلیم محمدی یا تواریخ محمدی یا کسی اور مباحثہ کی کتابیں میں پائی جاتی ہیں۔ بلکہ میرا مسیحی خیال توریت و دیگر صحف انبیاء و انجیل شریف کی درجہ بدرجہ تعلیم پر مبنی ہے یعنی توریت شریعت ہے۔ اور انجیل کمال[2] ہے۔ اس میں کوئی درمیانہ درجہ یا کمال باقی نہیں ہے۔ جو کسی اور کتاب کی ضرورت ہو۔ البتہ قرآن شریف عربی۔ عربی نبی کو جو عربوں کی دعوت کے لئے عربی میں ملا۔ تاکہ عذر رفع[3] ہو۔ وکنا عن دراستہم لغافلین اور اگر بڑی ضرورت ہو تو اسی قدر جو توریت کی ہے۔ ورنہ نہ انجیل کا قرآن

---

[1] امہات المومنین، پادری شائق کی انتہائی مبتذل اور دلآزار کتاب ہے، اس کتاب کا جواب ڈپٹی نذیر احمد مرحوم مترجم قرآن شریف نے "امہات الامۃ" کے نام سے اور مرحوم سید احمد خان نے انتقال سے نو روز پہلے "جواب امہات المومنین" کے نام سے دیا۔ تعلیم محمدی اور تواریخ محمدی پادری عماد الدین نے لکھیں۔ اسکی جاہلانہ غلط نویسی پادریوں کی تہذیب کی آئینہ دار ہے، تاریخ محمدی کا جواب نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم نے "تعلیقات" کے نام سے دیا۔ مرحوم نے پیغمبر اسلام کی نبوت کو محض عقلی دلائل سے ثابت کیا ہے، افسوس ہے کہ اب یہ کتابیں نایاب ہیں؛

[2] اس مطلب کو عیسائی مشنری اس طرح بھی ادا کرتے ہیں کہ توریت عدل ہے اور انجیل فضل ہے؛

[3] پادری صاحب کا تعصب اس سے ظاہر ہے کہ وہ قرآن اور صاحب قرآن کو صرف عربوں کیلئے مخصوص سمجھتے ہیں اور قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات کو نظر انداز کر رہے ہیں (۱) وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ (اور ہم نے آپکو تمام انسانوں کے لئے بھیجا ہے) (۲) قُلْ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (کہدیجئے انسانو! میں تم سب کے لئے اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں) (۳) إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِينَ (یہ قرآن تمام جہانوں کے لئے نصیحت ہے) (۴) وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِينَ (اور ہم نے آپکو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے)

AsliAhleSunnet.com

مقابل ہے۔ اور نہ محمدؐ صاحب مسیحؑ کا۔ محمدؐ صاحب انسانی ضروریات کا نمونہ ہے اور اسی لئے اُس کے خاصے نہ صرف عبادت اللہ کی بابتہ ہیں۔ جیسا تہجد وغیرہ۔ بلکہ انسانی خواہشات کی بابتہ بھی یعنی محمدؐ صاحب برخلاف دین مشرکان، دین ابنیاء سابقہ کی طرف داعی ہیں۔ اور اس زمانہ میں عمدہ سائنز پر گھرست ہونے کا نمونہ ہیں لیکن مسیح آلہی قدرت و صبر و کمال کا معلم و نمونہ ہیں۔ اس لئے کلمۃ اللہ و روح یا کلام اللہ کہلایا گیا جو مظہر اللہ[1] کے ہم معنے ہو سکتا ہے، اور نیز آدم ثانی کہلایا۔ کیونکہ جیسا آدم اولؑ کے سبب فطرا انسانی میں گناہ داخل ہوا۔ اسی طرح آدم ثانی کے سبب فطرت الانسان سے گناہ خارج ہوا[2]۔ اور یہ شفاعت کا پہلا درجہ ہے:

لیکن حضرت محمدؐ صاحب بموجب استثناء ۱۸/۱۵ موسیٰ ثانی کہلایا۔ نہ آدم ثانی مطلب یہ ہے کہ محمدؐ صاحب رسول عربی ہیں۔ اور اچھے مطلب کو پورا کرتے ہیں کیونکہ اس طرح ابراہیمؑ کی کل اولاد موجب برکت مخلوقات ہو جاتی ہے؛ گویا یہی ہوا کہ شریعت موسیٰؑ عبرانی۔ اور شریعت محمدؐ عربی۔ دونوں ابراہیمؑ کی نسل سے چلیں لیکن فضل و کمال مسیحؑ سے ملا۔ تاکہ خاکی انسان آلہی خصلت تک پہونچے:

یہ مختصر نقشہ میرا اُمید ہے آپ کو میرا مطلب ظاہر کر دیگا:

قرآن شریف بھی میرے اس نقشہ کو مانتا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ میں جو دل میں رکھتا ہوں۔ عمدہ طور سے ادا نہیں کر سکتا۔ تو بھی عاقل را اشارہ کافی ست' اب آپ ان خیالات پر کیا رائے دیتے ہیں:

میں اُمید کرتا ہوں کہ اس میدان سے باہر کی بات ضروری نہیں ہے یعنی اس طرح پر ہم غور طلب سوالات بنا سکتے ہیں:

---

[1] قرآن کریم نے اس مسیحؑ کو روح اللہ وکلمۃ اللہ کہا ہے جس نے انی عبداللہ (میں خدا کا بندہ ہوں) کہہ کر اپنی عبدیت کا اقرار کیا، مگر مقدس پولوس نے اپنی الہامی تحریر میں توریت کا حوالہ دیکر مسیحؑ کو ملعون قرار دیا ہے (دیکھو گلتیوں کے نام پولوس کا خط ۳-۱۳) کہاں روح اللہ اور کہاں ملعون:

[2] بقول کتاب پیدائش، شیطان، آدمؑ کو بہشت سے نکالنے کا باعث بنا۔ اسی طرح بقول انجیل حضرت مسیحؑ نے اپنا شاگرد یہودا اسکریوتی کے منہ میں نوالہ دیکر اس کے اندر شیطان اتارا (دیکھو یوحنا ۶-۱۷) گویا شیطان ہی حضرت آدمؑ کو جنت سے نکالنے کا باعث بنا اور وہی شیطان عیسائیوں کو جنت میں داخل ہونیکا سبب قرار پایا، کیونکہ نہ شیطان یہودا اسکریوتی کے پیٹ میں داخل کیا جاتا۔ نہ وہ مسیحؑ کو پکڑواتا۔ اور نہ مسیحؑ مصلوب ہو کر تمام عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ ہوتے۔ آدم اولؑ اور آدمؑ ثانی کا ذکر ہی فضول ہے۔ اوّل تو شیطان ہے جس نے آدم کو جنت سے نکلوایا اور پھر یہودا اسکریوتی کے پیٹ میں گھس کر مسیحؑ کو مصلوب کرایا اور ان کے کفارہ نے انسانوں یا عیسائیوں پر بہشت کے دروازے کھول دیئے:

AsliAhleSunnet.com

(۱)۔ توریت وصحف ابنیاء و انجیل اور قرآن شریف آپس میں کیا نسبت رکھتے ہیں؟

(۲) حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ و محمدؐ کے مدارج کیا ہیں۔ کیا نسبت رکھتے ہیں:؟

(۳) حضرت عیسےؑ کس بات میں نمونہ ہیں اور حضرت محمدؐ صاحب کس میں؟

(۴) حضرت محمدؐ صاحب کی ذاتی زندگی کا برتاؤ۔ انسانی حاجتوں میں کس زمانہ کے لوگوں سے مقابلہ کریں تاکہ عمدہ اور اعلے ثابت ہو:

(۵) کیا آپ میرا مطلب جان گئے ہیں اور میری مدد کس قدر کر سکتے ہیں۔؟ راقم۔

AsliAhleSunnet.com

## مکرم بندہ جناب پادری ۔۔۔۔ صاحب زاد عنایتکم

تسلیم ۔ یکم اگست کا خط ملا ۔ مشکور فرمایا ۔ آپ کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ٹھنڈے دل سے چند مسائل کو آزادانہ بحث میں لانا چاہتے ہیں ۔ بیشک یہ مناسب ہے خط کے شروع میں جو کچھ آپ نے تحریر کیا ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر نہیں اور آپ کی شریعت کو شریعت بھی تسلیم کرتے ہیں یہ جملہ اُمور جناب کی تحریر سے صاف نمایاں ہیں ۔ اور مخاطب کو راقم کے منصفانہ ردیہ کا یقین دلانے کے موئید ہیں :

جناب نے چند سوالات کئے ہیں ۔ لہذا اُن کے متعلق ذیل میں گذارش کی جاتی ہے :

پہلا سوال جناب کا یہ ہے کہ " توریت وصحف انبیاء اور انجیل اور قرآن شریف آپس میں کیا نسبت رکھتے ہیں :

**پہلا جواب :**۔ آپ نے اپنے خط میں ایک جگہ توریت کو شریعت اور انجیل کو کمال تحریر کیا ہے ۔ پس اس فقرے کو صحیح رکھتے ہوئے مجھے صرف یہ بتلا دینا ہے کہ قرآن مجید مہیمن ہے ۔ مہیمن کے معنے یہ ہیں کہ جامع ہو شریعت اور کمال دونوں پر حاوی ہو ۔ قرآن مجید کا یہ نام خود قرآن مجید میں موجود ہے ۔ مگر مجھے شک ہے کہ انجیل میں بھی اُس کا نام کمال موجود ہے یا نہیں[1] :

**دوسرا جواب** ۔ توریت اور قرآن مجید میں ایک خاص بات ہے جو انجیل میں نہیں ہے یعنی توریت اور قرآن مجید کے الفاظ وعبارات کی اشاعت خود حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی ہی میں ہو گئی تھی لیکن موجودہ انجیلوں میں سے کسی انجیل کو حضرت مسیحؑ کے ملاحظہ میں آنے کا شرف حاصل نہیں ہوا :

---

[1] انجیل خود کامل نہیں اس میں کمال کہاں سے آیا ؟ انجیل یوحنا کا مصنف کہتا ہے
یسوع نے اور بہت سے کام کئے اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو
میں سمجھتا ہوں کہ جو کتابیں لکھی جاتیں وہ دنیا میں نہ سما سکتیں
اس سے معلوم ہوا کہ انجیلوں میں جو کچھ لکھا گیا وہ سمندر کا ایک قطرہ بھی نہیں : پھر انجیل کو کمال کہنا ، کمال خوش فہمی ہے :

AsliAhleSunnet.com

متی - مرقس[۱] - لوقا - یوحنا - کی انجیلوں کے لکھے جانے اور ترتیب دیئے جانے کی ہسٹری سے جو آنجناب نے بھی مشن سکول میں پڑھی ہو گی ۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت مسیح ؑ کے صعود کے بعد لکھی گئی تھیں اور ان میں سے بعض کا سن تالیف حضرت مسیح ؑ سے ۷۰ سال بعد کا ہے[۲] ؎

تورات و قرآن شریف کے مقابلہ میں انجیل میں یہ ایسا فرق ہے جو بدیہی ہے ۔ اور جس کا علمائے مسیحی کو بھی اقرار ہے اور یہ ایسا اقرار ہے ۔ جس سے کوئی مسیحی عالم انکار بھی نہیں کر سکتا کیونکہ جناب لوقا اپنی انجیل کے شروع میں فرماتے ہیں :-

چونکہ بہتوں نے کمر باندھی کہ ان کاموں کا جو فی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کریں جس طرح سے انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت کرنیوالے تھے ہم سے روایت کی ۔ میں نے بھی مناسب سمجھا کہ سب کو سرے سے صحیح طور پر دریافت کر کے تیرے لئے بزرگ تھیوفلس بہ ترتیب لکھوں تاکہ تو ان باتوں کی حقیقت کو جنکی تو نے تعلیم پائی جانے ؎

ہم کو بزرگ لوقا کا مشکور ہونا چاہئیے کہ انہوں نے بتلا دیا کہ جو روایت ان تک پہنچی تھی اُسے اول بزرگ لوقا نے صحیح طور پر دریافت کیا اور پھر ترتیب دیا[۳] ۔ اس بیان سے ثابت ہو گیا کہ ان

---

[۱] مرقس نے کئی انجیلیں لکھی تھیں مگر ایک باقی رہ گئی ، (دیکھو اسمتھ بائبل ڈکشنری - آرٹیکل مارک) اس سے معلوم ہوا کہ انجیل کمال نہیں ۔ کمال ہوتی تو کئی انجیلوں کو غائب نہ کیا جاتا یہ بھی ثابت ہوا کہ عیسائی اپنی انجیلوں کو ناپید کرنے میں بہت بڑے مشتاق ہیں ؎

[۲] کتاب داستان بائبل میں انجیلوں کا زمانہ تصنیف اس ترتیب سے لکھا ہے

انجیل متی دوسری صدی عیسوی کے اوائل میں
انجیل مرقس پہلی صدی عیسوی کے آخر میں
انجیل لوقا دوسری صدی عیسوی کے نصف اول میں
اور انجیل یوحنا ۱۴۰ء میں لکھی گئیں ؎

(دیکھو اسٹوری آف دی بائبل صفحہ ۱۰۸)

[۳] انجیل لوقا کا جو اقتباس مرحوم قاضی صاحب نے دیا ہے اس سے کئی باتیں ثابت ہوئیں اول یہ کہ لوقا نے اور بہت سی انجیلوں کا حوالہ دیا ہے جو اس سے پہلے لکھی گئیں ۔ دوم یہ کہ لوقا نے خدا کے حکم سے نہیں بلکہ اپنے اختیار تمیزی کی بنا پر لکھا ۔ انہوں نے مناسب سمجھا اور لکھدیا ۔ مناسب نہ سمجھتے تو نہ لکھتے ۔ سوم یہ کہ لوقا کی انجیل انسانوں کی ہدایت کے لئے نہیں لکھی گئی بلکہ وہ تھیوفلس کے لئے بطور ذاتی ڈائری کے لکھی گئی ہے ۔ چہارم یہ کہ لوقا نے اپنی انجیل تحقیق کر کے یعنے اِدھر اُدھر سے پوچھ پاچھ کر لکھی ہے ۔ جو کتاب الہامی ہو اس میں صاحب الہام کی تحقیق کو کیا دخل ؟ لوقا نے جن انجیلوں کا حوالہ دیا ہے وہ دنیا سے ناپید ہیں ؎

AsliAhleSunnet.com

انجیلوں کا درجہ ایسا ہی ہونا چاہیئے جیسا مسلمانوں میں کتب احادیث کا ہے۔ کیونکہ وہ بھی بزرگ عالموں نے روایت سے بیان کی ہیں۔ البتہ کتب احادیث کا درجہ اس لئے بالاتر رہے گا کہ انھوں نے روایت کے ساتھ راویوں کا سلسلہ بھی بیان کر دیا ہے۔ اور ہر ایک راوی کی لائف بھی بیان کی ہے۔ اور اُن اصول کو بھی بیان کر دیا ہے جن پر مصنف نے اپنی دریافت کے وقت عمل کیا تھا۔ مگر یہ سب باتیں انجیلوں میں نہیں ہیں:

بزرگوار لوقا کی شہادت کے بعد آپ انجیل کو اُس ضروری اور بزرگ ترین صفت سے جو قرآن مجید و توریت کو حاصل ہے خالی دیکھیں گے:

اب آپ اس امر سے بھی واقف ہیں کہ متی۔ مرقس۔ یوحنا اور لوقا کے بعض بعض بیانات وہ ہیں۔ جو ایک دوسرے سے نہیں ملتے۔ چونکہ لوقا کے سوا اور کسی بزرگ مصنف نے یہ نہیں کہا کہ اس نے بھی صحیح طور پر دریافت کے بعد ان روایتوں کو لکھا ہے اس لئے کیا ہم یہ تصور کریں؟ کہ صرف لوقا کی انجیل ہی صحیح ہے۔ اگر ہم اسے صحیح قرار دیں گے۔ تو ان دو بزرگوں کی تحریر کو کیا کہیں گے: جن کی بابت یہ بیان ہے کہ انہوں نے مسیحؑ کے کاموں کو خود دیکھا تھا؟ اور اگر وہ صحیح ہیں؟ تو بزرگ لوقا کی تحریر کے کیا معنے ہوں گے:

جہاں تک میں جانتا ہوں لوقا تو پولوس کے ممتاز شاگرد ہیں۔ اور پولوس وہ ہیں جن کی نسبت مسیحی علماء کا اعتقاد ہے کہ مسیح کی روحانیت نے عالم روحانی سے اُن کی دستگیری کی تھی اسی لئے بزرگوار پولوس اکثر مسائل میں ان حواریوں کو بھی ڈانٹ بتلا دیتے ہیں جن کو مسیح نے اپنے سامنے اپنی تعلیم کے لئے منتخب کر لیا تھا:

الغرض ان تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد ایک محقق کے لئے یہ دشوار ہو جاتا ہے کہ اس صفت میں انجیل کو توراۃ و قرآن کے برابر سمجھ سکے:

اب یہ سوال رہ جاتا ہے کہ کیا توراۃ بھی قرآن کے برابر ہے؟ کچھ شک نہیں کہ وہ دو لوحیں[1] جو موسیٰ علیہ السلام پہاڑ سے لائے تھے قرآن کے برابر تھیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے جو نقل ان دو لوحوں کی کی وہ بھی قرآن کریم کے برابر تھی لیکن یہ سوال کہ اس وقت بائیبل میں جو ۵ کتابیں حضرت موسیٰ کی طرف منسوب ہیں وہ بھی قرآن کے برابر بھی جا سکتی ہیں یا نہیں؟ قابل غور ہے!

---

[1] کتاب خروج ۳۲ - ۱۵ - ۱۶

AsliAhleSunnet.com

یہودی اور عیسائی عالموں کی رایوں میں ان کتابوں کی نسبت عجیب عجیب اختلافات ہیں :

جن عالموں کا یہ اعتقاد ہے کہ پانچوں کتابیں حضرت موسیٰ کی ہیں ۔ ان میں بھی اختلاف ہے اور وہ ان کتابوں کو بالکل وحی نہیں مانتے ہیں ۔ مشہور محقق یوسی بیوس کا اعتقاد ہے کہ کتاب پیدائش حضرت موسیٰؑ کی تصنیف اُن ایام کی ہے ۔ جب وہ اپنے خسر کے پاس مداین میں ٹھیرے ہوئے تھے یعنی زمانہ نبوت سے پہلے کی :

ان اختلافات سے یقین ہوتا ہے کہ موجودہ توراۃ میں سے وہی حصہ قرآن کے برابر ہے جو بلا کسی اختلاف کے الہامی ہے :

ایسا حصہ صرف دس احکامؔ ہیں اور بادی النظر میں باور ہوتا ہے کہ ان پر کچھ اختلاف نہ ہوگا لیکن مذہب پراٹسٹنٹ کے بانی لوتھر صاحب کے جو سخت ریمارک ان دس احکام اور اس کے تعمیل کنندہ کے متعلق ہیں وہ تو دل ہلا دینے والے ہیں :

صحف انبیاء سے آپ کی مراد غالباً وہ صحیفے ہیں جو مجموعہ بائیبل میں آج کل شامل ہیں لیکن اُن پر بھی علمائے یہود و مسیحی کا اتفاق نہیں ہے :

یہود کا فرقہ سامریہ حضرت موسیٰ کی پانچ کتابوں اور کتاب یوشع اور کتاب القضات کے سوا اور کسی کتاب کو نہیں مانتا کتاب یوشع کی بابت جناب کو معلوم ہوگا :

ڈاکٹر لائٹ فٹ اُسے فینحاس کی تصنیف بتاتا ہے :

کالون اُسے العاذر کی تصنیف بتاتا ہے :

ہنری اُسے یرمیا علیہ السلام کی تصنیف بتاتا ہے :

وانٹس اُسے سموئیل کی تصنیف بتاتا ہے :

# کتاب القضاۃ

کے مصنفوں میں اور زمانہ تصنیف میں بھی اسی طرح اختلاف ہے :

---

ؔ کتاب استثناء میں احکام عشرہ کے بعد لکھا ہے :

"یہی باتیں خداوند نے اس پہاڑ پر آگ اور گھٹا اور ظلمت میں سے تمہاری ساری جماعت کو بلند آواز سے کہیں اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا ۔" (استثناء ۵ - ۲۲)

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰ کو احکام عشرہ کے سوا اور کچھ نہیں دیا گیا :

AsliAhleSunnet.com

اسی طرح بہت کتابوں کا حال ہے اور بعض کتابوں کی نسبت تو علماء یہود و مسیحی کی ایکس بہت ہی سخت ہیں ؛

کتاب ایوب کو فرضی شخص کا قصہ بتلایا گیا ہے ؛

غزل الغزلات کو وسٹن نے اوباشانہ راگ بتلایا ہے[1] ؛

امثال سلیمان کا مصنف بھی ایک شہزادہ کا گارڈین بتلایا جاتا ہے ؛

زبور میں سے کوئی تو داؤد علیہ السلام کی مناجاتیں صرف دس بابوں کو بتلاتا ہے کوئی بیس کو ؛

کوئی عالم کتاب زبور کو آدمؑ ۔ ابراہیمؑ ۔ وموسیٰؑ وارساف وسلیمانؑ وجدوتھن اور فرزندان قورح کی بتلاتا ہے ؛

کوئی حضرت سلیمانؑ کا نام بھی ایزاد کرتا ہے

نو کتابیں اس مجموعہ میں ایسی ہیں جنہیں یہود بالکل تسلیم نہ کرتے تھے اور مسیحی بھی اُن میں سخت اختلافات رکھتے تھے ؛

ان حالات پر میرے دوست کا سوال ہی عجیب ہے کہ قرآن مجید کے ساتھ اُن کی باہمی نسبت کیا ہے ؛

یہ جواب اُن تاریخی معلومات پر مشتمل ہے جو علمائے مسیحی نے ہمارے لئے بہم پہونچا لئے ہیں ؛

اگر معزز مخاطب اسے پسند نہ فرمائے تو مجھے بھی انکی بابت کچھ زیادہ اصرار کرنا ضروری نہیں ، میرا پہلا جواب جو آپ کے الفاظ کو ملا کر دیا گیا ہے پسند فرما لیجئے تورات شریعت ہے انجیل کمال اور قرآن مجید مہیمن ؛

قرآن مجید کے مہیمن ہونے کا آپ کو اقرار نہ ہوگا ۔ گو آپ اُسے ایک شریعت مان لینے پر تیار ہیں ؛

قرآن مجید کو مہیمن ثابت کرنے کے لئے مجھے دو ہی باتوں کا ثبوت دینا چاہیئے (۱) وہ مثل تورات شریعت ہے (۲) وہ مثل انجیل فضل و کمال ہے ، جزو اوّل کا آپ کو اقرار ہے ۔ بس اب

---

[1] پادری عمادالدین نے اس کتاب کے بارے میں لکھا ہے ، بظاہر اس کتاب کے مضامین عشق بازی کے ہیں : (دیکھو ان کی کتاب کو الف الصحائف ؛)

AsliAhleSunnet.com

مہربانی سے یہ فرمادیجئے کہ جزو دوم کا کیوں انکار ہے۔ کیا انجیل میں کوئی ایسی تعلیم ہے جو قرآن مجید میں نہیں؛

میرے مندرجہ بالا الفاظ کو پڑھ کر آپ کا ذہن شاید فوراً کفارہ و تثلیث و ابنیت و اُلوہیت کے مسائل کی جانب منتقل ہوگا اور ممکن ہے کہ آپ مجھے یہ تحریر فرمانا چاہیں کہ یہ ہیں وہ خاص معارف و اسرار و رموز و غوامض جن سے قرآن خالی ہے لیکن ایسی رائے قائم فرمانے یا قلم بند کرنے سے پیشتر جناب کو یہ غور کر لینا ضروری ہوگا کہ میرے نزدیک اور سب مسلمانوں کے نزدیک حضرت مسیح کے الفاظ تو حجت و دلیل بن سکتے ہیں لیکن کسی دوسرے کے الفاظ یہ درجہ ہرگز نہیں رکھتے؛

حضرت مسیح کے الفاظ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے فہم یا عبارت یا مذہبی کونسلوں کی کسی قرارداد کو بطور دلیل کے پیش نہ فرمائیے اور جب اس احتیاط سے آپ دلیل کی تلاش کریں گے تو پھر آپ کو مجموعہ اناجیل میں کوئی نئی بات جو قرآن مجید میں نہ ہو نہیں ملے گی غالباً چاروں انجیلوں میں سب سے بڑا رتبہ عیسائیوں کے ہاں یوحنا کی انجیل کا ہے لیکن وہ بھی اس مدعا میں قاصر رہ جائے گی۔ میرا مدعا خدانخواستہ اس جگہ اناجیل اربعہ میں سے کسی انجیل کی وقعت کے خلاف کچھ کہنے کا نہیں کیونکہ میرا اشعار ہی نہیں۔ بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ فی الواقع اناجیل اربعہ سے یہ مسائل اور یہ مطالب مستخرج نہیں ہو سکتے؛

میں اس کی تائید میں یونی ٹیرین[1] کی تصنیفات کو بھی پیش کرونگا اور مذہبی کونسلوں[2] میں

---

[1] یہ عیسائیوں کا ایک فرقہ ہے جو حضرت مسیح کو محض انسان مانتا ہے اور ان کی اُلوہیت کا منکر ہے۔ امریکہ میں اس فرقہ کی تعداد کافی ہے اس کے علاوہ فرقہ ابیونی EBIONITE بھی مسیح کی اُلوہیت سے منکر تھا فرقہ سبلین تین اقانیم کا قائل نہ تھا۔ فرقہ تھیوڈوشین بھی عقیدہ تثلیث سے بیزار تھا اور مسیح کو محض انسان قرار دیتا تھا یہی حال فرقہ آرٹیمو نائٹ کا ہے۔ اسے مسیح کی اُلوہیت سے انکار تھا (تواریخ مسیحی کلیسا)

[2] عیسائیوں نے اپنے عقائد کونسلوں میں بنائے ہیں۔ رسولی عقیدہ دوسری صدی عیسوی کے بعد گھڑا گیا عقیدہ نائسین کونسل آف نائس منعقدہ ۳۲۵ء میں بنایا گیا، ۳۸۱ء میں قسطنطنیہ کی کونسل بلائی گئی جس میں خدا باپ اور بیٹا مسیح کے ایک جوہر کو تسلیم کیا گیا پھر ۴۵۱ء میں چالسڈن کونسل منعقد کی گئی اور اس میں معمولی ترمیم کے بعد سابقہ کونسلوں کے فیصلوں کی تصدیق کی گئی۔ عقیدہ رسولی کے بعد اتھانیسس کا عقیدہ بنایا گیا۔ غرض مسیح کی اُلوہیت۔ تجسم۔ کفارہ یہ تمام مسائل بعد از مسیح پیدا ہوئے اگر ان مسائل کا ثبوت انجیل میں موجود ہوتا تو کونسلوں کو بلانے اور عقیدہ بنانے کی جد و جہد پیش نہ آتی:

(عقیدہ کی بحث کے لئے، ڈکشنری آف ریلی جن اینڈ ایتھک آرٹیکل کریڈ کو دیکھنا چاہیئے)

AsliAhleSunnet.com

پیش شدہ رایوں اور منظور شدہ رایوں کو بھی اور یہ سب مجموعہ ثابت کریں گے کہ اگر اناجیل اربعہ خود ان مسائل میں کافی ہوتیں تو یہ تمام جد وجہد محض بیکار تھی؛

غرض میں ان مسائل کو بروئے تحقیقات مسائل بعداز مسیح قرار دیتا ہوں۔ اور اُن کے سوا دیگر جس قدر مسائل متعلق تکمیلِ انسانی وعرفانِ ربانی آپ انجیل سے ثابت کر سکتے ہیں قرآن مجید میں وہی مسائل زیادہ کمال اور زیادہ نور وبتیان کے ساتھ آپ کو ملاحظہ کرائے جا سکتے ہیں جس سے ایک محقق بخوبی مطمئن ہو سکتا ہے کہ فی الواقع مہیمن ہونیکا درجہ قرآن مجید ہی کو حاصل ہے؛

یہاں تک پہلے سوال کا جواب ختم ہوا۔ یہ جواب بلحاظ اہمیت سوال کے بہت مختصر ہے۔ مگر اُمید ہے کہ میرا مطلب واضح کرنے کے لئے کافی ہوگا؛

میں جب کہ قرآن حکیم کا مہیمن ہونا اس جگہ لکھ رہا ہوں تو یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ بعض مسیحی عالم قرآن پاک کی تفتیش اور طریقے سے کیا کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہم مضامین قرآن مجید کو بائبل کے سامنے پیش کریں گے کہ اس کا کونسا حصّہ بائبل سے مطابقت رکھتا ہے اور کونسا حصّہ نہیں۔ جو حصّہ مطابق ہو جائے گا وہ صحیح ہے اور جو حصّہ مطابقت نہ کھائے گا وہ قابلِ تسلیم نہیں؛

یہ اصول بظاہر خوش نما ہے۔ مگر فریبندہ بھی خوشنما اس لئے کہ کلامِ الٰہی کی مطابقت کلام الٰہی سے کی جاتی ہے اس لئے کسی کو انکار نہیں کرنا چاہیئے؛

اور فریبندہ اس لئے ہے کہ اسی اصول کے موافق کوئی مسیحی عالم پسند نہیں کریگا کہ عہد نامہ جدید (یعنی اناجیل، اعمال اور خطوط) کی مطابقت عہد نامہ قدیم کیساتھ کیجائے مسلمانوں کی طرف سے میں یہ عرض کرنے کو تیار ہوں کہ ہم اس اصول پر عمل کرنے کو آمادہ ہیں؛

یہ ظاہر ہے کہ اس اصول پر عمل کرنے کے لئے اس قدر قرار داد کا ہونا ضروری ہے کہ کلام کا کونسا حصّہ ایسا ہے جس کے ساتھ باقی تمام حصص کی مطابقت کرنی چاہیئے؛

ہم رفع نزاع کے لئے مان لیتے ہیں کہ عہد نامہ قدیم کی قدیم تر کتابوں کو یہ درجہ عطا کیا جائے یعنی حضرت موسیٰ کی کتابوں کو بطور معیار ٹھہرا لیا جائے اور پھر ان کتابوں پر ہر ایک تعلیم کو اسی ترتیب کے ساتھ جو بلحاظ زمانہ دنیا کے اندر پائی گئی ہے۔ پیش کیا جائے یعنی یوشع

AsliAhleSunnet.com

کی کتاب سے لے کر ملاکی نبی کی کتاب تک کو؛

اور ان کتابوں میں سے جس جس کتاب یا جس جس باب یا جس جس درس کی سید ناموسیٰ کی تعلیم سے مطابقت نہ ہو اُسے چھوڑ دیا جائے؛

اس کے بعد یہی طریق متی۔ مرقس۔ لوقا۔ اور یوحنا کی کتابوں کے ساتھ جاری رکھا جائے۔ تحقیق کنندہ حیران رہ جائے گا۔ جب یہ دیکھے گا کہ عہد نامہ قدیم کی سب کتابیں آپس میں کس قدر زیادہ متفق و متحد ہیں اور کیسے کیسے مختلف پیرائیں اور متعدد عبارتوں کے ساتھ ایک واحد مدعا کو بیان کر رہی ہیں؛

لیکن عہد نامہ جدید کا آغاز ہوتے ہی ایک جدید دروازہ کھل جاتا ہے اور مطابقت دہندہ کی پریشانی و حیرانی ترقی پر ترقی کرتی جاتی ہے؛

اس حیرانی سے رہائی پانے کے لئے کبھی کبھی بیچارہ تحقیق کنندہ یہ چاہا کرتا ہے کہ قدیم کے لئے تو لفظ قدیم ہی ایک ایسا عذر ہے کہ وہ جدید سے مطابقت نہ کھائے؛

اس لئے بہتر ہے کہ عہد نامہ جدید کی کتابوں کو باہم متوافق کر لیا جائے، اس نیت سے یہ بیچارہ ان کتابوں کو دیکھتا ہے۔ تو اُسے متی کے واقعات لوقا میں نہیں ملتے۔ اور لوقا کی بہت باتیں مرقس میں نہیں پائی جاتیں۔ یوحنا کی انجیل کا تو کیا ہی کہنا ہے۔ وہ تو اصول اور ارکان میں تینوں سے زیادہ چلتا ہے۔ عیسائی محقق سے اندریں صورت یہ اُمید ہو سکتی تھی کہ وہ اس انجیل کو جو سب سے نرالی ہے اور نئے نئے اعتقاد سکھانے والی ہے بالکل نظر انداز کر دیگا لیکن مشاہدہ بالکل ہمارے خلافِ توقع یہ ہے کہ اسی انجیل کو سب سے بالاتر درجہ دیا جاتا ہے۔ اور اُسے جناب مسیحؑ کی اقنومیت کی خاص انجیل بتلایا جاتا ہے۔ اس کے بعد اُسے اعمال اور خطوط نظر پڑتے ہیں؛

محقق کو جلد نظر آجاتا ہے کہ یعقوب علیہ السلام اور برنباس و بطرس وغیرہ مسیحؑ کی تعلیم کو جس طرح پر بیان کر رہے ہیں پولوس کا بیان ان سے مطابقت نہیں کھاتا ہے۔ بلکہ چند در چند ایسے مسائل ہیں۔ جن میں جناب پولوس استحکام کے ساتھ اپنی رائے پر قائم رہتے ہیں اور ان حواریوں کا قول نہیں سنتے جن کو مسیحؑ نے اپنی تعلیم کا گواہ بنایا تھا اور جن کو دنیا بھر سے برگزیدہ کر کے اپنے لئے پسند فرمایا تھا؛

عیسائی محقق کے لئے یہ اختلاف سخت کش مکش میں ڈال دینے کا سبب بن جاتا ہے اور

AsliAhleSunnet.com

وہ اس سے رہائی پانے کا ذریعہ صرف ایک ہی سمجھا ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنی تحقیق کو ادھر سے ہٹا کر قرآن پاک پر لگا دے

ہم اس محقق کو خیر مقدم کہتے ہیں اور نہایت کشادہ پیشانی سے آمادہ ہیں کہ خود بھی ان کی تحقیق میں شامل ہو کر انہیں کافی معلومات بہم پہونچا سکیں :

البتہ اپنی ناواقفیت کو دور کرنے کے لئے اس قدر ضرور پوچھ لینا چاہتے ہیں کہ جناب آپ اس اصول کے موافق آپ قرآن مجید کو انجیل کے ساتھ مطابق کرنے کا کام پہلے شروع کریں گے یا توراۃ کے ساتھ مطابق کرنے کا۔ ہماری طرف سے آپ دونوں طرح اپنی کارروائی کے آغاز کا اختیار رکھتے ہیں :

اگر آپ نے پہلے پہل توراۃ کے ساتھ قرآن مجید کو مطابق کرنا چاہا اور یہ دونوں کتابیں بیشتر اور اکثر مقامات میں متحد و مطابق ہو گئیں مگر انجیل کو مضامین ان متحدہ مضامین سے نرالے تب علیحدہ طرف رہے گا۔ اور اگر بعض مسائل میں انجیل و قرآن پاک متحد ہو گئے اور توراۃ سے اختلاف رہا تو کیا وہاں توراۃ کو چھوڑ دیا جائے گا! غالباً توراۃ کا چھوڑنا اس لئے دشوار ہو گا کہ آپ نے شروع شروع میں اسی کو معیار ٹھہرایا تھا کیا اب آپ انجیل و قرآن دونوں کو چھوڑ دیں گے ؟ اگر آپ ایسا کرنے پر آمادہ ہیں تو ہم کو آپ سے کوئی شکایت نہیں ہو گی کہ آپ انجیل و توراۃ کے باہم متحد ہو جانے کی حالت میں ان مسائل کو بھی چھوڑ دیں۔ جو قرآن پاک نے تنہا بیان کئے ہیں لیکن اگر آپ انجیل کو بہت زیادہ مسائل میں توراۃ سے مختلف پا کر بھی نہ توراۃ کی صحت پر شک رکھتے ہیں۔ اور نہ انجیل کا نرالا اختلاف آپ کے یقین و ایمان کو متزلزل کر سکتا ہے۔ تب ایسی حالت میں مسلمان نہایت زور سے کہیں گے کہ آپ خصوصیاتِ قرآن مجید پر بھی کوئی اعتراض نہیں کر سکتے

جناب من۔ مندرجہ بالا فقرات میں نے لکھ دئے ہیں کہ آپ کے سوال کا تعلق بھی ان تینوں کتابوں کے باہمی تعلقات پر تھا :

میں آپ کو توجہ دلاؤں گا کہ توراۃ میں طلاق دینے کی کتنی آسانیاں ہیں اور جناب مسیحؑ نے کیونکر طلاق کو صرف ارتکاب زنا سے محدود کر دیا ہے[1]۔ حالانکہ جناب مسیحؑ کا یہ بھی قول ہے کہ جب تک زمین و آسمان قائم ہیں توراۃ کا ایک شوشہ کم نہ ہو گا :

---

[1] حضرت مسیح کے الفاظ یہ ہیں :
یہ کہا گیا تھا کہ جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑے اسے طلاق نامہ لکھ کر دے لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑے وہ اس سے زنا کراتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے (انجیل متی باب ۵ آیت ۳۲)

AsliAhleSunnet.com

میں آپ کو توجہ دلاؤں گا کہ ختنہ کے متعلق تورات میں کتنی زیادہ تاکید کی گئی ہے[1] اور یہاں تک حکم دیا گیا ہے کہ باایمان کو سبت کے دن غیر مختون کے گھر کے اندر نہیں داخل ہونا چاہیئے اور برخلاف اس کے جناب پولوس نے ختنہ کو کس قدر غیر ضروری ٹھہرایا ہے[2]!

میں آپ کو توجہ دلاؤں گا کہ جناب مسیحؑ نے شریعت کو کتنی فضیلت دی ہے[3]۔ اور پولوس نے کتنے مقامات پر شریعت کو لعنت بتلایا ہے[4]

میں آپ کو توجہ دلاؤں گا کہ مسیحؑ کے شاگردوں میں کتنا سخت اختلاف پایا جاتا ہے اس بارے میں کہ نجات صرف ایمان پر ہے۔ یا ایمان اور اعمال دونوں[5] پر!

میں آپ کو توجہ دلاؤں گا کہ انجیل کے ایک مقام پر کس طرح روزہ کی عدم ضرورت یہ کہہ کر بتلائی گئی ہے کہ جب دولھا کے ساتھ برات ہوتی ہے تو وہ بھوکے نہیں مرتے[6]۔ اور دوسرے مقام پر بڑی بڑی کرامتوں کی طاقتوں کو دعا و روزہ کے ادا کرنے پر منحصر رکھا گیا ہے[7]۔

غرض جہاں ایسے ایسے بیسیوں مسائل پائے جائیں۔ اور ایک مسیحی ان سب پر بطور ایمان کے اعتقاد رکھتا ہو۔ اُسے یہ حق نہیں ہے کہ پہلے ایک طبع زاد اصُول بنائے۔ اور پھر اس کے موافق صرف قرآن مجید کی تفتیش کرنا چاہے!

---

[1] کتاب پیدائش کی اصل عبارت یہ ہے

اور میرا عہد جو میرے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے اور جسے تم مانو گے یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے ...... اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اپنے لوگوں میں سے کاٹ ڈالا جائے۔ کیونکہ اس نے میرا عہد توڑا (کتاب پیدائش باب ۱۷۔ آیت ۱۰ و ۱۴)

[2] اس بارے میں پولوس کے الفاظ یہ ہیں۔

دیکھو میں پولوس تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم ختنہ کراؤ گے تو مسیحؑ سے تمکو کچھ فائدہ نہ ہوگا...... تم جو شریعت کے وسیلے راستباز ٹھہرنا چاہتے ہو مسیحؑ سے الگ ہو گئے اور فضل سے محروم (پولوس کا خط گلاتیوں کے نام باب ۵ آیت ۲ و ۴)

[3] شریعت کی فضیلت پر حضرت مسیحؑ کے الفاظ یہ ہیں

یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان و زمین نہ ٹل جائیں ایک نقطہ یا شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں سے بھی کسی کو توڑیگا اور آدمیوں کو بھی یہی سکھلائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا لیکن جو اس پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا (انجیل متی باب ۵ آیت ۱۷ تا ۱۹)

[4] پولوس نے ذیل کے الفاظ میں شریعت (موسوی) کو لعنت قرار دیا ہے:

مسیحؑ جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا (پولوس کا خط گلاتیوں کے نام باب ۳۔ آیت ۱۳)

باقی اگلے صفحہ پر

AsliAhleSunnet.com

دوسرا سُوال جناب کا یہ ہے :۔

کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ و محمدؐ (صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین) کے مدارج کیا ہیں۔ کیا کیا خاص خدمت ان کے سپرد ہے

جناب من۔ یہ تینوں مقدس ہیں۔ خدا کے برگزیدہ ہیں۔ نبی ہیں۔ رسول ہیں اولوالعزم ہیں۔ ان کے صدق و امانت پر ایمان لانا ہر ایک مومن کے لئے لازمی ہے :

اب ان کی جداگانہ شان ملاحظہ ہو :

# حضرت موسیٰ علیہ السّلام

کتاب خروج کا ۳ باب ملاحظہ ہو ایک سے ۹ درس تک خدا کا موسیٰ سے ہمکلام ہونا بیان ہوا ہے اور دس درس میں موسیٰ کی خاص خدمت ان الفاظ میں ہے :

---

(بقیہ) پھر کہا ہے کہ

جتنے شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں سو لعنت کے تحت ہیں (گلاتیوں ۳-۱۰)

گلاتیوں باب ۵ آیت ۱۰ سے ۱۳ تک سبکو ملا کر پڑھو :

ؔ۵ پولوس کہتا ہے کہ نجات صرف ایمان سے ہے :

تم کو ایمان کے وسیلہ سے فضل ہی سے نجات ملی ہے اور یہ تمہاری طرف سے نہیں خدا کی بخشش ہے، اور نہ اعمال کے سبب سے ہے تاکہ کوئی فخر نہ کرے (افسیوں ۲-۸)

مگر یعقوب اس کے خلاف کہتا ہے :

اگر ایمان کے ساتھ اعمال نہ ہوں تو اپنی ذات میں مُردہ ہے..... اے نکمے آدمی کیا تو نہیں جانتا کہ ایمان بغیر اعمال کے مُردہ ہے..... غرض جیسے بدن بغیر روح کے مُردہ ہے ویسے ہی ایمان بھی بغیر اعمال کے مُردہ ہے :

(یعقوب کا خط ۲ باب، آیت ۱۷ و ۲۰ و ۲۶)

ؔ۶ لوگوں نے حضرت مسیحؑ سے پوچھا کہ تیرے شاگرد روزہ کیوں نہیں رکھتے تو آپ نے جواب میں کہا۔

کیا براتی جب تک دولہا ان کے ساتھ ہے روزہ رکھ سکتے ہیں؟ جب تک دولہا ان کے ساتھ ہے وہ روزہ نہیں نہیں رکھ سکتے (انجیل مرقس ۲-۱۹)

دوسری جگہ جب حواریوں نے پوچھا کہ ہم دیو کو کیوں نہ نکال سکے تو حضرت مسیحؑ نے فرمایا۔

یہ قسم دعا، اور روزہ کے بغیر نہیں نکالی جا سکتی (مرقس ۹-۲۹)

اس آیت کے سلسلہ میں عیسائیوں نے یہ ظلم کیا کہ نظرثانی شدہ (ریوائزڈ) انجیلوں میں تحریف شروع کر دی۔ انجیلیں ویسے ہی جعلی اور من گھڑت ہیں مگر ان جعلی انجیلوں کو بھی دست اندازی کے بغیر نہیں چھوڑا۔ انجیل مرقس فارسی مطبوعہ [illegible] میں مذکور ہے۔ "این نوع بہیچ وجہ بیرون نمی شود مگر بدعا و روزہ"۔ انجیل فارسی مطبوعہ [illegible] میں بھی بدعا، اور روزہ کا ہی ذکر ہے، انجیل اردو مطبوعہ [illegible] میں مذکور ہے۔ "یہ جنس بغیر دعا، اور روزہ کے کسی طرح سے دور نہیں ہو سکتی"۔ مگر انجیل اردو مطبوعہ ۱۹۲۹ء اور مطبوعہ ۱۹۳۵ء اور انگریزی انجیل مطبوعہ ۱۹۱۰ء سے لفظ روزہ کو حذف کر دیا گیا ہے۔ اور صرف لفظ دعا، کو باقی رہنے دیا گیا ہے گویا جعلی کتابوں میں بھی جعل سازی کی گئی ہے :

ؔ۱ متی ۵-۱۸ و ۱۹۔ ؔ۲ گلاتیوں ۳-۱۳ ؔ۳ یعقوب ۲-۲۶ اور گلاتیوں ۳-۱۰ ؔ۴ مرقس ۲-۲۹

AsliAhleSunnet.com

پس تو اب جا میں تجھے فرعون کے پاس بھیجتا ہوں۔ میرے لوگوں کو جو بنی اسرائیل ہیں مصر سے نکال ؛

پس حضرت موسیٰ کا اصل مشن یہ ہی تھا مصر سے نکلنے کے بعد بنی اسرائیل کو شریعت بھی دی گئی۔ اور وعدہ کی زمین کی طرف سفر جاری رہا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ موسیٰ اس قوم کو وعدہ کی زمین تک پہونچائیں گے لیکن قوم کی نافرمانیوں اور گستاخیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت موسیٰ کے دن پورے ہو گئے اور وہ خود بھی وعدہ کی زمین میں داخل نہ ہو سکے ؛

مصر سے قوم کو نکال لانا۔ ان کے لئے ایک شریعت دے جانا حضرت موسیٰ کے شاندار کارنامے ہیں لیکن ان کا انجام اپنے مشن کی پوری کامیاب خورسندی کے ساتھ نہیں ہوا تھا ؛

# حضرت مسیح علیہ السلام

سیدنا مسیح نے اپنی بابت خود ہی فرمادیا ہے کہ وہ صرف بنی اسرائیل کی کھوئی بھیڑ کی طرف بھیجے گئے ہیں اور کسی کی طرف نہیں[۱] اس قول کی تائید میں حضرت مسیح کی زندگی کے طرز عمل کو بھی پیش کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے شاگردوں کو بھی غیر قوموں کی طرف جانے سے روکا[۲] اور خود بھی کسی غیر قوم کی طرف تشریف نہیں لے گئے ؛

کچھ شک نہیں کہ حضرت مسیح کے مخاطب حضرت موسیٰ کی گدی پر بیٹھنے والے تھے انہوں نے ان ہی کو مخاطب کیا۔ اور ان ہی کی اصلاح میں اپنا تمام وقت اور تمام توجہ و ہمت کو خرچ کیا مسیح نے بارہ حواری بھی بنی اسرائیل ہی میں سے چنے، اور اُن کی تعداد بھی بنی اسرائیل کے بارہ اسباط کے موافق رکھی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے ہر ایک سبط کے لئے اپنے ایک ایک شاگرد کو تیار کر رہے تھے

ہم حضرت مسیح علیہ السلام کے شاندار کارناموں کی خود بھی شہادت دیتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ انہوں نے خدا کی راہ میں اولوالعزم انبیاء کی طرح صداقت اور استقامت کے اعلیٰ ترین نمونے دکھلائے تھے ؛

آپ نے حضرت مسیح کو ابن اللہ کہا ہے۔ مگر اناجیل کو دیکھئے جن میں ۳۰ دفعہ حضرت مسیح کو ابن آدم کہا گیا ہے (متی ۱۶ مرقس ۵ لوقا ۸ مکاشفات ۱۔ ۳ اور (۴۳) دفعہ اُن کو ابن انسان کہا گیا ہے (متی ۵۔ مرقس ۲۶۔ لوقا ۶۔ یوحنا ۵۔ ۳۲) اور اسی طرح ابن داؤد کا لفظ بھی بار بار

---

[۱] متی ۱۵۔ ۲۴ ورس
[۲] متی ۱۰۔ ۶ و ۷

AsliAhleSunnet.com

ان کے لئے مستعمل ہوا ہے؛

مہربانی سے اناجیل پر یہ بھی غور کریں کہ کس مخلوق نے سب سے پہلے مسیح کو خدا کا بیٹا کہا کیا یہ وہی آزمائش کرنے والا نہ تھا۔ جو مسیح کو جنگل میں لے گیا تھا اور حضرت مسیح نے اس کے لفظ خدا کا بیٹا کا جواب دیتے ہوئے اپنے لئے لفظ آدمی کا استعمال کیا تھا۔ (ملاحظہ ہو متی ۴ باب)

اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ اس خطاب میں اب کیا بزرگی مخفی ہے۔ آپ نے مسیح کو روح کہا ہے لیکن انجیل کے محاورہ میں تو یہ لفظ کوئی عظمت کا لفظ نہیں۔ ملاحظہ ہو" اُس وقت روح یسوع کو جنگل میں لے گئی (متی ۴ درس ۴ باب)

مجھے اشتباہ ہے کہ آپ انجیل کو چھوڑ کر اس جگہ محاورات قرآنی کا استعمال کرنے لگے ہیں قرآن مجید میں بیشک کلمہ اور روح کے الفاظ موجود ہیں۔ پس اگر جناب نے الفاظِ قرآنی کا استعمال کیا ہے تو مناسب ہوگا کہ ان الفاظ کے معانی بھی آپ قرآن مجید ہی سے معلوم کریں۔ اور پھر اپنی رائے کو دخل نہ دیں؛

میں اس جگہ یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ قرآن پاک میں حضرت مسیح کو روح تبلایا گیا ہے اور انجیل میں حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو روحِ حق فرمایا گیا ہے۔ اور ایک محقق غور کرنے سے اس راز کو سمجھ سکتا ہے؛

آپ نے حضرت مسیح کو آدم ثانی بتلایا ہے لیکن انجیل میں تو مسیح کا یہ خطاب مجھے کہیں نہیں ملا یہ ظاہر ہے کہ ثانی اپنے اول کا مشابہ ہوا کرتا ہے لیکن آپ نے جو توجیہ حضرت مسیح کو آدم ثانی کہنے کی تبلائی ہے وہ بالکل اس اُصول کے خلاف ہے۔ اگر آدم اول اپنی نسل میں گناہ چھوڑ جانے کا سبب بنا تھا تو اس کا ثانی بھی (جو کوئی بتایا جائے) گناہ کے ازالہ کا سبب نہیں بن سکتا مہربانی سے اچھی طرح غور فرمالیں؛

## حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلعم نے صاف الفاظ میں دنیا کو آدم کی نسل کے ہر ایک بچہ کو ہر ایک اُس شخص کو جو لفظ انسان سے مخاطب کیا جا سکتا ہو اس طرح دعوت دی ہے۔ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّی رَسُولُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا؁ ترجمہ۔ اے نسل انسانی کے بچو میں تم سب کے لئے اللہ کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ اس پاک کلام میں جو الٰہی کلام ہے محمد رسول اللہ کو رحمۃ للعالمین تبلایا گیا ہے۔ اور رحمۃ للعرب نہیں

AsliAhleSunnet.com

اب آنحضرتؐ کے طرزِ عمل سے ان الفاظ کی تائید ہوتی ہے، آنحضرت کے دربار میں حضرت اُن ہی کی قوم کے اشخاص نہیں پائے جاتے، بلکہ ہر ایک قوم کے پائے جاتے ہیں آنحضرت صلعم کے دربار میں صرف بت پرست ہی نظر نہیں آتے جو مکہ والوں کا مذہب تھا بلکہ ہر ایک مذہب کے مستند فاضل دیکھے جاتے ہیں:

ملک حبش کا بلالؓ ؛ ملک روم کا صہیب ؛ ملک ایشیائے کوچک کا عداس ملک ایران کا سلمان ؛ ملک یمن کا ابوہریرہ ؛ صوبہ دومتہ الجندل کا اکیدر۔ ملک شام کا فروالخزاعی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اپنی اپنی نسل اور قوم اور ملک کی جانب سے حاضر ہیں تو خالد بن ولید بت پرستوں میں سے ورقہ بن نوفل موحد عیسائیوں میں سے ؛ عدی بن حاتم ؛ رومن کیتھولک عیسائیوں میں سے ؛ صرمہ بن ابی انس ؛ عالمان مسیحی میں سے۔ عبداللہ بن سلام۔ عالمانِ یہود میں سے عثمان بن ابوطلحہ عالمان مذہب ابراہیمی میں سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین دربار محمدی میں بیٹھے ہوئے ہیں اور اپنے اپنے اہل مذہب پر حقانیت اسلام کی حجت تمام کر رہے ہیں:

عبداللہ ذوالبجاد، بے سروسامانوں میں سے۔ مصعب بن عمیرؓ امیرزادوں میں سے۔ لبید ابن ربیعہ شاعروں میں سے۔ طفیل دوسی، زبان آوروں میں سے۔ عکرمہ بن ابوجہل شمشیر افگنوں میں سے۔ ابوسفیان بن حرب سپہ سالاروں میں سے۔ عمرؓ فاروق سیاستدانوں میں سے۔ عمرو بن عاصؓ اہل تدابیر میں سے۔ علی مرتضیٰ عالموں میں سے۔ معاذ بن جبل اہل فتاوٰی میں سے۔ زید بن ثابت اہل انشا و کتابت میں سے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین:

وغیرہ وغیرہ مختلف اجناس و مختلف طبقات و استعدادات کے سربرآوردہ موجود ہیں

اس پر بھی نبی کریم صلعم مختلف قبائل کی جانب بہ نفس نفیس سفر فرماتے ہیں۔ اور ہر ایک کو بالمشابہہ ہدایت دیتے ہیں۔ پھر مزید برآں دنیا بھر کی مختلف حکومتوں اور سلطنتوں کے فرمانرواؤں اور سلطانوں کے نام سفیر روانہ کئے جاتے ہیں اور خاص اس ملک اور قوم کی زبان میں تبلیغ کی جاتی ہے

ایک غریب رانڈ عورت کا یتیم بچہ جس کی تربیت بیکسی و درماندگی نے کی تھی۔ جسے افلاس و فلاکت نے پالا تھا۔ جسے علم و فن نے کبھی مُنہ نہ دکھایا تھا۔ جو سیاست و مذہب کے معاملات سے کوئی شناسائی نہ رکھتا تھا وہ کل دنیا کو بے دھڑک تعلیم دے رہا ہے وہ تمام دنیا کو انصاف اور عدالت سے ملزم ٹھہرا رہا ہے:

AsliAhleSunnet.com

وہ راستبازی سے ہر ایک کو اس کی حالت سے آگاہ کر رہا ہے؛

وہ مہربانی سے گم گشتہ قوموں کو نامور بنا رہا ہے؛

وہ شفقت سے گڈریوں کو تخت و تاج بخش رہا ہے؛

وہ غلاموں کو ممالک کا فاتح بنا رہا ہے؛

وہ غم زدوں کو حاجت روائی کے منصب پر پہونچا رہا ہے؛

وہ اندھوں کو آنکھیں۔ بہروں کو کان۔ غافلوں کو دل اور مُردوں کو حیات عطا کر رہا ہے؛

کیا اس رسول۔ اس نبی۔ اس معلم۔ اس سراجِ مُنیر۔ اس داعی الی اللہ کی شان ابھی تک ظاہر نہیں ہے؛

کیا ایک محقق صرف اسی طرح کہہ سکتا ہے کہ وہ صرف عرب کے نبی یا مصلح تھے؛

کیا عرب اپنے محل وقوع کے اعتبار سے وسط عالم نہیں ہے؟

اور کیا دنیا کو حقیقی اعتدال کے موافق تعلیم دینے والے کا مقام اس وسط سے بہتر موزوں کوئی اور بھی ہو سکتا ہے؛؟

کیا اس کی تعلیم کے فیوض سے عیسائیت زیر بار احسان نہیں ہے

کیا لوتھر نے اسلامی تعلیم سے استفادہ نہیں کیا ہے کیا یونی ٹیرین نے توحید کا سبق یہیں سے نہیں سیکھا ہے؛

کیا ایمان اور عقل کے ملاپ کا قاعدہ اسی ہادی نے نہیں سکھلایا ہے

کیا تمدن کا سبق رہبانیت کے فدائیوں کو اسی سرور عالم نے نہیں پڑھایا ہے؛

کیا دولت مندوں کے لئے آسمانی بادشاہت میں داخلہ کا ٹکٹ اسی سید نے عطا نہیں کیا ہے؟

کیا عورت کو مرد کے برابر کے حقوق اسی محسن نوع انسان نے عطا نہیں کئے ہیں؛؟

جب یہ تمام باتیں اہل نظر کے نزدیک مسلمہ ہیں اور تاریخ داں اس کا انکار نہیں کر سکتے ہیں تو مجھے تعجب ہے کہ آپ جیسے باخبر سے یہ کیونکر پوشیدہ رہے؛

جناب من جب آپ سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو نبی عرب تسلیم کرتے ہیں اور ان کی شریعت کو شریعتِ عرب بھی مان لیتے ہیں تو یہ صاف ظاہر ہے کہ آپ یہ بھی مانتے ہیں کہ عرب کو فی الواقع ایک نبیؐ اور ایک شریعت کی اس وقت میں بھی ضرورت تھی جبکہ مسیح کی تعلیم کو دنیا میں ظاہر ہوئے چھ

AsliAhleSunnet.com

صدیاں ہو چکی تھیں۔ اچھا اس تسلیم ضرورت کے بعد مہربانی سے بتلا دیجئے کہ دیگر ممالک کو ایک نبی اور ایک شریعت کی کیوں ضرورت نہ تھی؟

جس قدر زیادہ آپ اس پوائنٹ پر غور فرمائیں گے، اُسی قدر زیادہ وضاحت سے آپ کو ثابت ہو جائیگا کہ اسلام کی دنیا کو ضرورت کیوں تھی؟

جناب من آپ کو تحقیق کرنے سے واضح ہو جائے گا کہ تمام دنیا کے لئے واحد تعلیم کی ضرورت کا اقرار بھی صرف اسلام ہی نے کیا ہے اور اس ضرورت کو پورا بھی اسلام ہی نے کیا ہے؟

پادری صاحب ابھی آپ کا تیسرا اور چوتھا سوال باقی رہ گیا ہے جن میں آپ دریافت فرماتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ کس چیز کا نمونہ ہیں اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کس چیز کا نمونہ ہیں؟

میں ان دونوں سوالات کا جواب ایک ہی جگہ عرض کر دوں گا لیکن کیا مجھے خود جواب عرض کرنا چاہیئے یا کہ حضرت سیدنا مسیحؑ اور حضرت سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ بیان کر دیا ہے، اس کو لکھ دینا بہتر ہو گا۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ سیدنا مسیحؑ اور سیدنا محمد صلوٰۃ اللہ علیہم کے مقدس اور اعلےٰ تر مدارج ایسے ہیں کہ ہم اپنی عقلِ ناقص سے اور فہم نارسا سے نہیں پا سکتے اس لئے سُن لیجئے کہ حضرت مسیحؑ اپنے سب سے آخری وعظ میں جو انہوں نے اپنی تعلیم کے سیکھنے والوں کے سامنے بیان فرمایا تھا کیا فرمایا ہے؟

۱۲۔ میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے؟

۱۳۔ لیکن جب وہ یعنی روحِ حق آئے۔ تو وہ تمہیں سچائی کی راہ بتائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گا لیکن جو کچھ سُنے گا سو کہیگا۔ اور تمہیں آیندہ کی خبریں دے گا۔ انجیل یوحنا ۱۶ باب ؛

اب سن لیجئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاحب نے اپنے سب سے آخری وعظ میں جو اُنہوں نے اپنی تعلیم کے سیکھنے والوں کے سامنے (جن کی تعداد ایک لاکھ ۲۴ ہزار تھی کیا کہا تھا۔ کون سے کلام الٰہی کی قرات فرمائی تھی وہ یہ ہے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ۔ (ترجمہ) آج تمہارا دین کمال کو پہونچ گیا آج اللہ کی نعمت تمام ہونے کے درجے کو پہونچ گئی آج خدا ظاہر فرماتا ہے کہ اس کی رضامندی اسی امر میں ہے کہ نوعِ انسان کا مذہب ہمیشہ کے لئے اسلام ہی ہو؟

دیکھو دونوں مقدس وجودوں برگزیدہ ربانی نے اپنی اپنی آواز میں کیا کیا کچھ فرما گئے ہیں۔ سیدنا مسیحؑ نے ایک آنے والے ایک سچائی کے بتلانے والے کی بشارت ہم کو سنائی اور نوعِ انسان کو ایک مسرت آمیز انتظار

AsliAhleSunnet.com

ایک سراپا اُمید وعدہ میں چھوڑ کر الگ ہوئے اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتظار کو ختم فرمایا وہ بھرپور نعمتیں اور مکمل دین ہمارے سپرد کرتے گئے اور ابدی رضامندیٔ الٰہی کے مژدہ سے فانی انسان کو حیاتِ باقی عطا فرماتے ہوئے دنیا سے سدھار گئے دونوں سچے تھے ایک بشارت سنا گیا دوسرا بشارت کو ہمارے سپرد کر گیا اب کسی زید و خالد کا انکار ان پاک انبیاء کے پاک کلام پر کوئی وقعت نہیں رکھتا بہت سے جلد باز حضرت مسیحؑ کے مندرجہ بالا ارشاد کو روح القدس کے آنے سے منسوب کیا کرتے ہیں لیکن روح القدس کب حواریوں کے ساتھ نہ تھا۔ یا کب مسیحؑ کے ساتھ نہ تھا جس کے آئندہ آنے کی وہ خبر دیتے! میرے دوستو! یہاں تو روحِ حق کی خبر دی گئی ہے روح القدس کی نہیں' دونوں کے مفہوم میں بھاری تفاوت ہے دونوں کے کام اپنی اپنی خصوصیتیں اپنے اندر لئے ہوئے ہیں' روح القدس حواریوں کے سَر پر پینتی کسٹ والے دن اُترا تھا۔ تو سب حواری سرشارِ مسرت بن گئے تھے اور مختلف بولیاں بولنے لگے تھے جنہیں دیکھ کر بے خبر لوگ سمجھے کہ انہوں نے شراب پی رکھی ہے اس روحِ حق نے اس سچائی کو مکمل کرنا تھا جس کا آغاز حضرت مسیحؑ فرما چکے تھے اُسنے سُنے ہوئے کو حرف بحرف ادا کرنا تھا اُس نے علوم غیب کے دروازوں کو کھول دینا اور خشک میدانوں میں علم کے دریا بہا دینے تھے اس نے مسیحؑ کی عظمت کو جانشین و دل گزین بنانا تھا۔ اب دیکھو اور خوب غور سے دیکھو کہ سیدنا محمد النبی الامی صلعم کے سوا اور کس نے ان کاموں کو پورا کیا ہے۔ کس نے ابتداء عالم سے لے کر دعویٔ تکمیل کا اعلان کیا ہے اتمام نعمت الٰہیہ کا شاہی فرمان پڑھ کر سنایا ہے؛ کون خوشنودیٔ ایزدی کو ابدالآباد کے لئے اپنے ہی طریقوں کے اندر محصور کر گیا آپکی نظر انبیاء بنی اسرائیل تک ہی جائے گی مگر میں یہ کہوں گا کہ نہیں۔ طبقہ عالم کے دیگر بزرگانِ ملت اور مقدسانِ قوم کو بھی شامل کر لیجئے یہ جامعیت کا تاج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فرقِ مبارک ہی پر نور بخشِ عالم و عالمیان نظر آئے گا۔ بس؛

جناب من آپ نے مہربانی سے استثناء ۱۵/۱۸ کا مصداق سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور اس سے آپ کی صداقت طلبی بالکل آشکارا ہے؛

بے شک آپ نے اس مقام کو راست بازی سے پڑھا اور روح القدس کی مدد سے اسکے معنے کو سمجھا ہے۔ جناب پادری صاحب آپ کو معلوم ہے کہ اعمال میں بھی اس مقام کا کو ڈکشن (اقتباس کیا ہے) اور اعمال نے ۲۲/۳ کے الفاظ کو تحریر کیا ہے چونکہ ان الفاظ کو دوہری سند حاصل ہو گئی۔ اس لئے میں ان کو ذیل میں درج کرتا ہوں لیکن اس وہم سے کہ کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ ۱۵/۱۸ اور ۱۸/۱۸ کے مصداق

AsliAhleSunnet.com

دو جداگانہ شخص ہیں میں پورے درس نقل کر دیتا ہوں۔ استثناء ۱۸ باب

درس ۱۵۔ خداوند تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میرے مانند ایک نبی برپا کریگا۔ تم اس کی طرف کان دھریو؛

درس ۱۶۔ اُس سب کی مانند جو تو نے خداوند اپنے خدا سے جواب میں مجمع کے دن مانگا اور کہا کہ ایسا نہ ہو کہ میں خداوند اپنے خدا کی آواز پھر سنوں۔ اور ایسی شدت کی آگ میں پھر دیکھوں تاکہ میں مر نہ جاؤں؛

درس ۱۷۔ اور خداوند نے مجھے کہا کہ انہوں نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا۔

۱۸۔ میں ان کے لئے اُن کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب اُن سے کہے گا؛

درس ۱۹۔ اور ایسا ہو گا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سُنے گا تو میں اُس کا حساب اُس سے لوں گا؛

مجھے آج تک کسی عالم مسیحی یا یہودی کی طرف سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ ۱۸/۱۵ کا مصداق الگ شخص ہے اور ۱۸/۱۸ کا الگ؛ اس لئے مجھے آپ کے انصاف اور صداقت سے بھی یہی اُمید ہے اور یہ بھی توقع ہے کہ ۱۸/۱۸ میں جو اس کی خاص علامت یہ بتلائی گئی ہے کہ میں اپنا کلام اُس کے مُنہ میں ڈالونگا اس علامت پر آپ پورا پورا غور فرمائیں گے۔ اور قرآن مجید (کلام اللہ) پر تدبر کرنا شروع کر دیں گے نیز آیت ۱۹ میں ربّ الافواج نے جو تہدید فرمائی ہے۔ اس سے بچنے کی کوشش پوری پوری کی جاوے گی لیکن بفرضِ محال اگر میں خیال کر لوں کہ آپ نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ۱۸/۱۵ استثناء کا مصداق مانا ہے اور ۱۸/۱۸ کا نہیں تب بھی کوئی ضعف میری دلیل پر نہیں آتا۔ مہربانی سے آیت ۱۵ کے الفاظ تم اس کی طرف کان دھریو پر غور کیجئے۔ یہ لفظ اُس خدا کے ہیں جو زمین و آسمان کا مالک ہے جس کے سامنے موسیٰؑ اور مسیحؑ اور ابراہامؑ اور نوحؑ سب سجدہ کرتے تھے اُس ربّ الافواج کا حکم تمام بنی اسرائیل کو یہ تھا کہ اس کی طرف کان دھریں؛

اب آپ براہِ نوازش فرما دیں کہ اس حکم کی تعمیل نہ کرنے کی بابت کیا کوئی عذر کسی شخص کے پاس موجود ہو سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں؛

اب میں اپنے خط کو ختم کرتا ہوں کیونکہ میں آپ کے سوالات پر اتنا کچھ لکھ چکا ہوں جو آپ جیسے دقیقہ رس اور رمز شناس کے غور و فہم کے لئے بالکل کافی ہے؛

AsliAhleSunnet.com

اور با ایں ہمہ اگر جناب ! اس بارے میں مکرر کچھ تحریر فرمائیں گے تو میں خوشی سے اُس کا مطالعہ کروں گا اور جو کچھ میری سمجھ میں آئے گا پھر دوبارہ گذارش کردونگا؛

اللہ تعالیٰ آپ کی تحقیق و تدقیق کا نیک پھل آپ کو عطا فرمائے؛

محمدؐ سلیمان عفی عنہٗ

(۲۷ر دسمبر ۱۹۱۴ء مقام بھٹنڈا)

AsliAhleSunnet.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ۔ وسلام علے المرسلین والصلوٰۃ والسلام علے سیدنا محمد النبی الامی الذی یجدونہ مکتوباً فی التوراۃ والانجیل وعلے الہ واصحابہ اجمعین ہ

امابعد۔ یہ ایک مختصر گذارش ہے جو پادری بی جے ڈانیل ماموره گجرات (پنجاب) کی ایک عرض کو پڑھنے کے بعد لکھی گئی ہے۔ امید ہے کہ طالبانِ حق اس کے مطالعہ سے شادکام ہوں گے۔

(محمد سلیمان منصورپوری عفا اللہ عنہ)
۳ جنوری سنہ ۱۹۱۶ء

## نوٹ

قاضی صاحب مرحوم کی اس دوسری کتاب کے ساتھ راقم الحروف کی ایک تحریر جس کا عنوان ہے "قرآن کریم اور موجودہ اناجیل" شامل کردی گئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ قرآن کریم نے موجودہ اناجیل میں سے کسی انجیل کی تصدیق نہیں کی۔ نیز مختلف کلیساؤں کی مختلف بائبل کے باہمی فرق کو واضح کیا گیا ہے۔ یہ تحریر معاصر صدق جدید لکھنؤ کی اشاعت ۲۱ اپریل و ۵ مئی سنہ ۱۹۷۲ء میں شائع ہوچکی ہے ہم بشکریہ معاصر اس تحریر کو افادۂ عام کے لئے یہاں نقل کر رہے ہیں:

محمد عثمان فارقلیط

AsliAhleSunnet.com

# ایک عرض کا جواب

پادری جے ڈانیل (گجرات پنجاب) نے ۸ سوال لکھ کر ان کے جواب خود ہی لکھے ہیں۔ اور ان کو "ایک عرض" کے عنوان سے چھپوا کر ناظرین سے چاہا ہے کہ وہ اس پر غور کریں؛

ہم کو جو امور ایسے ضروری معلوم ہوئے کہ صاحب موصوف کی غور فرمائی کے لئے ضروری ہیں۔ وہ گذارش کئے جاتے ہیں؛

پہلا سوال یہ تھا کہ کیا آپ گنہگار و ناپاک ہیں"۔ اس کا جواب نفی یا اثبات میں کچھ نہیں بتایا گیا۔ بلکہ عبرانیوں ۱۲/۱۲ متی ۵/۸ کا حوالہ لکھ دیا گیا ہے؛

ناظرین عبرانیوں ۱۲/۱۲ کے لفظ یہ ہیں"۔ سب سے ملے رہو۔ پاکیزگی کی پیروی کرو، جس کے بغیر خداوند کو کوئی نہ دیکھے گا"۔ متی ۵/۸ میں ہے"۔ مبارک وے جو پاک دل ہیں۔ کیونکہ وے خدا کو دیکھیں گے"۔

ہم ان دونوں فقرات کو صحیح مانتے ہیں۔ مگر ان سے سوال کا جواب کہاں نکلا۔ کہ سب لوگ گنہگار و ناپاک ہیں؛

پادری صاحب نے اپنے جواب کے ضمن میں یہ بھی تحریر کیا ہے کہ انجیل کا ہدایت و نور ہونا سورۂ مائدہ کی آیت پچاسی سے ثابت ہے؛

# قرآن مجید کس انجیل کی تعریف کرتا ہے

قرآن مجید نے بے شک انجیل کو ہدایت و نور فرمایا ہے لیکن قرآن مجید کا یہ بھی ارشاد ہے کہ یہ انجیل حضرت مسیح علیہ السلام پر نازل فرمائی گئی تھی۔ غور کیجئے قرآنی

| | |
|---|---|
| اٰتینا موسی الکتاب | ہم نے موسےٰ کو توراۃ دی (سورہ بنی اسرائیل) |
| اٰتینا داؤد زبورا | ہم نے داؤد کو زبور دی (سورہ نساء) |
| وقفینا بعیسی ابن مریم | ہم نے عیسےٰ بن مریم کو بعد میں بھیجا۔ اور اسے انجیل |
| واٰتیناہ الانجیل | دی (سورہ حدید) |

AsliAhleSunnet.com

پادری صاحب۔ کیا تسلیم کرتے ہیں کہ انجیل وہ کلام خدا ہے جو حضرت مسیحؑ پر نازل ہوا تھا؟ اگر تسلیم کرتے ہیں۔ تب وہ خط بنام عبرانیوں کو انجیل نہیں کہہ سکتے۔ اس خط کا لکھنے والا تو پولوس ہے۔ جو حضرت مسیحؑ کے سامنے ایمان بھی نہ لایا تھا۔ اور جب وہ عیسائیت میں داخل ہوا۔ تب حضرت مسیحؑ دنیا میں تشریف نہ رکھتے تھے؛

یہی حال متی کی کتاب کا ہے۔ جو حضرت مسیحؑ کے بعد ۳۵ سال تک نہ لکھی گئی تھی۔ پس قرآنی محاورہ کے موافق نہیں کہہ سکتے کہ نور و ہدایت کے الفاظ قرآن مجید نے عبرانیوں یا متی کے لئے استعمال کئے ہیں؛

(ب) اگر پادری صاحب قبول نہیں کرتے کہ مسیحؑ پر بھی انجیل کا نزول اسی طرح ہوا جیسے موسیٰؑ پر توراۃ کا۔ داؤدؑ پر زبور کا (اور یہی عقیدہ عیسائیوں کا ہے) تب یہ کہنا کہ قرآن مجید نے موجودہ انجیلوں یا خطوط کو ہدایت و نور کہا ہے۔ زیادہ تر غلط در غلط ہوگا؛

# انسانی اعمال

دوسرے سوال کے جواب میں پادری صاحب نے لکھا ہے "انسان اپنی نیکیوں سے پاکیزگی نہیں کما سکتا"؛

کیا پادری صاحب مہربانی سے مندرجہ ذیل مقامات پر غور کریں گے:

مرقس ۱۰/۱۷ "اور جب وہ راہ میں چلا جاتا تھا۔ ایک شخص اُس کے پاس آیا۔ اور اُس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اُس سے پوچھا۔ اے نیک استاد میں کیا کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں" ۱۰/۱۸ یسوع نے اس سے کہا..... ۱۰/۱۹ تو حکموں کو جانتا ہے؟ زنا نہ کر۔ خون نہ کر۔ چوری نہ کر۔ جھوٹی گواہی نہ دے، اپنے ماں باپ کی عزت کر۔ ۱۰/۲۰ اُس نے جواب میں کہا۔ اے اُستاد میں نے جوانی سے ان سب کو مانا ہے ۱۰/۲۱ تب یسوع نے اُس پر نگاہ کرکے اُسے پیار کیا۔ اور اُس سے کہا۔ ایک چیز کی تجھ میں کمی ہے۔ جا اور جو کچھ تیرا ہے بیچ ڈال اور غریبوں کو دے۔ تو تُو آسمان پر خزانہ پاوے گا۔ اور ادھر آ۔ اور صلیب اُٹھا کر میرے پیچھے ہو لے۔ وہ اس بات سے اُداس ہوا۔ اور غم کھاتا ہوا چلا گیا۔ ۱۰/۲۳ تب یسوع نے چاروں طرف نظر کرکے اپنے شاگردوں سے کہا۔ خدا کی بادشاہت میں دولتمند کا داخل ہو کیسا مشکل ہے"؛

اس تمام عبارت کو پادری صاحب تین بار پڑھیں۔ اس شخص کا سوال یہ تھا کہ ہمیشہ کی

AsliAhleSunnet.com

زندگی کیونکر مل سکتی ہے۔ حضرت مسیحؑ اُسے احکام شریعت تبلاتے ہیں۔ اور جب اس نے عرض کیا کہ وہ احکام پر عمل کرتا ہے تب حضرت مسیحؑ اُسے دو حکم اور تبلاتے ہیں (۱) خدا کی راہ میں مال اسباب لُٹا دینا۔ (۲) اپنی زندگی کو مسیحؑ پر قربان کر دینا؛

پادری صاحب غور کریں۔ یہ دونوں حکم بھی عمل کرنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور کمائی کرنے سے ہی حاصل ہو سکتے ہیں؛

پس انجیل مرقس کے اس حوالہ سے ثابت ہو گیا کہ پادری صاحب نے دوسرے سوال کا جو جواب دیا ہے۔ اُسے حضرت مسیحؑ کا جواب غلط ٹھیراتا ہے۔ حضرت مسیحؑ تو قرار دیتے ہیں کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہونا۔ یا آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا انسان کی اپنی نیکیوں سے ہے؛

اب انجیل میں یعقوب کا خط دیکھو ۲ ۲۴ آدمی اعمال سے راستباز ٹھیرایا جاتا ہے اور صرف ایمان ہی سے نہیں ۲ ۲۶ جیسا بدن بے روح مُردہ ہے۔ ویسا ہی ایمان بھی بے اعمال مُردہ ہے ۲ ۲۱ کیا ہمارا باپ ابرہام اعمال سے راستباز نہیں ٹھیرایا گیا جس وقت اُس نے اپنے بیٹے اضحاق کو قربان گاہ پر چڑھایا؛

اس حواری نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ ایمان کا ثبوت اعمال کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ ملاحظہ ہو ۲ ۱۸ بھلا تو اپنا ایمان بغیر اپنے اعمال کے مجھ پر ظاہر کر۔ اور میں اپنے ایمان کو اپنے اعمال سے تجھ پر ظاہر کروں گا؛

ان حوالجات سے روشن ہوا کہ دوسرے سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے اور جواب میں حضرت مسیحؑ کی پاک تعلیم اور یعقوب حواری کے زبردست دلائل کو چھوڑ دیا گیا ہے؛

انجیل کی تعلیم مذکورہ بالا کے بعد پادری صاحب کا کوئی حق نہیں کہ وہ یسعیاہ یا قرآن مجید کا حوالہ پیش کریں لیکن ہم صاف کہتے ہیں کہ ہر دو کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے بھی غلطی ہوئی ہے یسعیاہ ۶۴ ۶ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اس سے پہلے فقرہ ۶۴ ۵ کو پڑھو۔ صحیح مطلب معلوم ہو جائے گا۔ ۶۴ ۵ تو (اے خدا) اُس سے ملتا ہے جو خوشی کے ساتھ راستبازی کا کام کرتا ہے" قرآن مجید سورۃ فاطر آیت ۴۴ میں لفظ الناس ہے اور یہ لفظ محاورۂ قرآنی میں (بجز اس کے کہ کوئی خاص قرینہ صارفہ موجود ہو) عام طور پر بے دین اشخاص کیلئے مستعمل ہوتا ہے پس اس آیت قرآنی میں بے دینوں کے بُرے اعمال کا ذکر ہے نہ کہ دینداروں کے نیک اعمال کا؛

پادری صاحب نے غلط جواب کے بھروسہ پر یہ فقرہ بھی اپنی طرف سے ایزاد کر دیا ہے "کوئی اپنی نیکی سے نہیں بچ سکتا۔ خواہ وہ نبی ہو یا غیر نبی"۔ ہم نے حضرت مسیحؑ کے پاک ارشاد سے ثابت

AsliAhleSunnet.com

کردیا ہے کہ ہر ایک شخص اپنی نیکی سے بچ سکتا ہے؛

# انبیاء کا گنہگار ہونا

پادری صاحب نے تیسرے سوال کے جواب میں بتلایا ہے کہ انبیاء ضرور گنہگار ہوتے ہیں؛

الف۔ اگر یہ اصول عام طور پر صحیح ہے تو پادری صاحب حضرت مسیحؑ کی بابت کیا کہیں گے کیونکہ حضرت مسیحؑ اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں کہ وہ نبی ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ انجیل مرقس ۶/۱تا۴ پھر وہاں سے وہ روانہ ہوا اور اپنے وطن میں آیا۔ اور اُس کے شاگرد اُس کے پیچھے ہوئے۔ جب سبت کا دن ہوا وہ عبادت خانہ میں وعظ کرنے لگا۔ اور بہتوں نے سُن کے حیران ہو کر کہا کہ یہ باتیں اُس نے کہاں سے پائیں اور یہ کیا حکمت ہے جو اُسے ملی ہے کہ ایسی کرامات اُس کے ہاتھ سے ظاہر ہوتی ہیں (۳) کیا یہ مریم کا بیٹا بڑھئی نہیں۔ اور یعقوب اور یوسیس اور یہوداہ شمعون کا بھائی نہیں؟ اور کیا اس کی بہنیں ہمارے پاس یہاں نہیں ہیں؟ اور انہوں نے اُس سے ٹھوکر کھائی (۴) تب یسوع نے انہیں کہا۔ نبی بے عزت نہیں ہے۔ مگر اپنے وطن میں اور اپنے کنبے میں اور اپنے گھر میں؛

(ب) پادری صاحب نے انبیاء کو گنہگار ثابت کرنے کے لئے زبور ۵۱/۵ کا حوالہ دیا ہے۔ اگر وہ تکلیف فرما کر شروع میں پڑھ لیتے "سردار مغنی کے لئے داؤد کا زبور" تو اُن کو پتہ لگ جاتا کہ یہ تمام مناجات سردار مغنی کی زبان سے ادا کی گئی ہے۔ اور اس حوالہ سے حضرت داؤدؑ کا گنہگار ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ قرآن مجید کی سورہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آیت ۲۱ کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ اس آیت میں لفظ لِذَنْبِکَ ہے۔ جس کا ترجمہ پادری صاحب نے "گناہوں" کیا ہے یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن مجید میں جہاں لفظ ذنب کا استعمال کسی نبی کی بابت ہے۔ وہاں اس کا ترجمہ الزام ہے۔ گناہ نہیں۔ دیکھو قرآن حکیم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ادا کیا گیا ہے۔ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ (سورہ شعراء ع ۲) ترجمہ یہ ہے کہ فرعون والوں نے مجھ پر الزام لگا رکھا ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے (اس الزام) میں قتل کر دیں گے؛ یہ مسلمہ ہے کہ گناہ کا اطلاق بمقابلہ خدائے عزوجل ہوتا ہے۔ فرعون کے مقابلہ میں حضرت موسیٰؑ کے اوپر لفظ گناہ کا استعمال بالکل غلط ہے اور صحیح یہ ہے کہ ذنب کے معنے الزام ہیں؛

بے شک تاریخ وسیرت سے ثابت ہے کہ جس طرح فرعون نے موسےٰ علیہ السلام پر الزام

AsliAhleSunnet.com

لگار کھے تھے۔ اسی طرح بُت پرستانِ مکہ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی الزام لگا رکھے تھے۔ انہیں الزاموں کا ذکر اس سورہ میں ہے اور ہم کو سورہ فتح سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ فتح ہوتے ہی یہ سارے الزامات مٹ مٹا گئے تھے:

پادری صاحب کہتے ہیں کہ حدیث وانجیل سے صرف مسیح یسوعؑ بے گناہ ہے۔ بیشک حدیث شریف کی تعلیم سے ہمارا اعتقاد ہے کہ مسیح علیہ السلام معصوم ہیں اور حدیث کی رو سے ہمارا یہ بھی اعتقاد ہے کہ سب انبیاء علیہم معصوم ہیں۔ رہا یہ کہ انجیل سے بھی یسوعؑ بے گناہ ہے۔ یہ ایسا دعویٰ ہے کہ جس کی دلیل نہیں دی گئی۔ ذرا مرقس ۱۰/۱۸ پڑھو یسوعؑ نے اُس سے کہا تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے نیک کوئی نہیں۔ مگر ایک یعنے خدا:

غور کرو حضرت مسیحؑ کو اعتراض ہے کہ ان کو نیک کیوں کہا گیا۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ جو نیک نہیں وہ گنہگار ہے:

بخاری ومسلم کی یہ حدیث جس کا حوالہ پادری صاحب نے دیا ہے درست ہے کہ مریمؑ اور مسیحؑ کو ان کی ولادت کے وقت شیطان نے نہیں چھُوا۔ اور اس کی وجہ وہ دعا تھی جو مریمؑ صدیقہ کی والدہ نے کی تھی۔ قرآن مجید میں اس دعاء کے الفاظ یہ ہیں۔ اِنِّیْٓ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ اے خدا میں مریم کو اور اُس کی نسل کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتی ہوں (آل عمران ع۴)۔ ہاں بخاری ومسلم کی حدیث یہ بھی ہے کہ جو کوئی مسلمان ایسی ہی دعاء خاص وقت سے پہلے پڑھ لیا کریگا اُس کا بچہ بھی مسِّ شیطان سے محفوظ رہیگا۔ پادری صاحب کو حدیث کے حوالہ سے جو بات حضرت مسیحؑ کے لئے خاص معلوم ہوئی ہے وہ تو ہر ایک دیندار مسلمان (جو اس مسئلہ سے واقف ہے) کے بچہ کو حاصل ہوتی ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ پادری صاحب نے بخاری ومسلم سے مدد حاصل کی۔ مگر مسیحؑ اور اُس کی آزمائش کا جو قصہ انجیلوں میں ہے وہ کیوں نظر انداز کر گئے۔ شکر ہے کہ مسلمان حضرت مسیحؑ کو ایسی باتوں سے برتر اور پاک جانتے ہیں:

## شفاعت خود اپنے لئے

چوتھے سُوال وجواب میں پادری صاحب نے ظاہر کیا ہے کہ کوئی شخص خود اپنے لئے اپنی شفاعت نہیں کر سکتا۔ اس جواب سے ہم بھی اتفاق کرتے ہیں (ب) لیکن اگر پادری صاحب کا دلی منشا یہ ہے جو الفاظ سے ظاہر نہیں ہوتا کہ شفیع کوئی بھی نہیں تو اُن کو یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن

AsliAhleSunnet.com

مجید سے شفیع کا وجود ثابت ہے:۔

ملاحظہ ہوں آیات مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ (سورہ بقر) مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِہٖ (سورہ یونس) اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ۔ (سورہ طٰہٰ) وغیرہ وغیرہ۔ شاید پادری صاحب کو یہ خیال ہو کہ شفیع کو اذن کی کیوں حاجت ہے۔ بات یہ ہے کہ خدا کے برگزیدوں کا دستور ہے کہ وہ ہر معاملہ میں خدا کی مرضی کو اپنی درخواست سے مقدم کیا کرتے ہیں دیکھو مرقس ۱۴/۳۶ مسیح نے کہا "اے باپ سب کچھ تجھ سے ہو سکتا ہے۔ اس پیالے کو مجھ سے ٹال دے لیکن نہ وہ جو میں چاہتا ہوں بلکہ جو تو چاہتا ہے"

# انسان کیسے پاکیزہ ٹھیریگا

پانچواں سوال پادری صاحب کا یہ ہے کہ پھر انسان کیسے پاکیزہ ٹھیرے گا۔ اس کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ خدا نے رحم و عدل کو قایم رکھ کر انسانوں کو اپنے کفارہ سے بچایا ہے:۔

اس جواب کی تمہید میں انہوں نے سورہ اعراف کی آیت ۱۹۔ اور کتاب پیدائش ۳/۲۱ کا حوالہ دیا ہے لیکن ان حوالجات کا جواب سے ذرا بھی لگاؤ نہیں۔ ہم کو تعجب یہ ہے کہ اصل جواب یعنے "خدا اپنے رحم و عدل کو قایم رکھ کر انسانوں کو اپنے کفارہ سے بچاتا ہے" پر کوئی حوالہ نہیں دیا گیا۔ اور اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جواب بائیبل سے نہیں بلکہ پادری صاحب نے خود اپنی طرف سے تحریر کیا ہے۔ سوال کا صحیح جواب تو مرقس ۱۰/۱۷ و ۱۲/۲۸ میں موجود ہے۔ دوسرے سوال کی بحث میں اُسے ملاحظہ کر لیا جائے نئے حوالے بھی درج کرتا ہوں۔ متی ۵/۹ مبارک وہ جو صلح کرنے والے ہیں:۔ لوقا ۶/۳۵ اپنے دشمنوں کو پیار کرو اور واپس لینے کی اُمید نہ رکھ کر قرض دو:۔ تو تمہارا بدلہ بڑا ہو گا مرقس ۹/۲۹ کو دیکھو تاکہ دعا اور روزہ کی برکتوں اور طاقتوں کا حال معلوم ہو جائے۔ قرنتیوں اول ۷/۵ میں پڑھو۔ روزہ اور دعا کرنے کے واسطے فراغت پاؤ۔ یوحنا ۶/۲۸ دیکھو:۔ انہوں نے اُس سے (مسیح سے) کہا۔ ہم کیا کریں تاکہ خدا کے کام بجا لاویں۔ ۶/۲۹ مسیح نے جواب میں کہا۔ خدا کا کام یہ ہے کہ تم اُس پر جسے اُس نے بھیجا ہے۔ ایمان لاؤ۔ ان سب حوالجات سے ثابت ہوا کہ پاکیزہ بننے۔ نجات پانے کے وسائل وہ ہیں جو حضرت مسیح نے فرمائے ہیں، یعنے خدا پر ایمان۔ خدا کے بھیجے ہوئے پر ایمان۔ عبادت نماز۔ روزہ۔ صلح و امن رکھنا۔ دشمنوں پر رحم کرنا۔ لوگوں کو قرض دینا وغیرہ وغیرہ۔ نیز ثابت ہوا کہ وہ جواب صحیح نہیں جو انجیل سے باہر اپنی طرف سے اشتہار میں دیا گیا ہے:

AsliAhleSunnet.com

رحم و عدل قایم رکھنے کے الفاظ جو پادری صاحب نے تحریر کئے ہیں۔ اغلب ہے کہ اکثر ناظرین اس کے مفہوم کو نہ سمجھے ہوں، عیسائیت کا مسئلہ ہے کہ خدا کے عدل کا اقتضا یہ تھا کہ گنہگاروں کو سزا دی جائے اور خدا کے رحم کا اقتضا یہ تھا کہ گنہگاروں کو بخش دیا جائے، خدا نے چاہا کہ عدل بھی قایم رہے اور رحم بھی اس کے لئے ایک تجویز سوچی گئی وہ یہ تھی کہ خدا اپنے عدل کو قایم کرنے کے لئے عذاب دے۔ کس کو؟ گنہگاروں کو نہیں! بلکہ اپنے آپ کو۔ اور خدا اپنے رحم کو قایم رکھنے کے لئے رحم بھی کرے۔ کس پر؟ بیٹے پر۔ نہیں بلکہ گنہگاروں پر۔ ممکن ہے کہ پادری صاحب کے نزدیک بے گناہ کو عذاب دینے سے رحم قایم رہ گیا ہو۔ اور گنہگار کے بچ جانے سے عدل پورا ہو گیا ہو لیکن قابل غور یہ ہے کہ اگر یہی ایک کارگر تدبیر خدا کے پاس تھی تو پھر اس تجویز کو اس وقت ہی کیوں اختیار نہ کیا گیا۔ جبکہ آدمؑ نے گناہ کیا تھا۔ آدمؑ سے یسوعؑ تک کا ہزاروں سال کا زمانہ کیوں محروم رکھا گیا۔ اور اس طویل زمانہ میں ہزاروں انبیا کو بھیجنے کا طریق۔ اور شریعت نازل کرنے کی تکلیف کیوں اختیار کی گئی؟

# خُدا جامۂ انسانی میں

پادری صاحب کے اشتہار میں چھٹا سوال یہ ہے

خدا کو کیا ضرورت تھی کہ ناچیز اور ادنیٰ آدمیوں کو بچانے کی خاطر اس دنیا میں انسان بن کر آوے اور کیا کسی کے دُکھ اٹھانے سے کوئی دوسرا بچ سکتا ہے؟

سوال کی عبارت ایسی بنائی گئی ہے کہ خدا کا انسان بن کر آنا تو گویا مسلّمات میں سے ہے اور گویا اس پر تو کوئی اعتراض ہی نہیں، سوال ہے تو صرف ضرورت کا ہے۔ جواب میں گویا سوال ہی کو دوہرایا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ خالق کو محبت نے مجبور کیا کہ وہ خود انسانی جامہ پہن کر آئے:

پادری صاحب کی مہربانی سے یہ بات خوب معلوم ہوئی کہ جس شخص کا نام یسوعؑ مسیحؑ ہے وہ جامۂ انسانی میں خدا تھا؛

پادری صاحب! متی ۳ مرقس ۱ لوقا ۳ میں ہے کہ جب یسوع مسیحؑ بپتسمہ پا کے پانی سے نکلا تو روح کبوتر کی مانند آسمان سے اُتری اور اس نے بتلایا کہ یہ میرا عزیز بیٹا ہے۔ جس سے میں خوش ہوں"

پادری صاحب ذرا غور کریں کہ اگر مسیحؑ خود ہی جامۂ انسانی میں خدا تھا تو اب اُسے عزیز بیٹا کہنے والا کون تھا؛

AsliAhleSunnet.com

انجیل یوحنا ۶۹ میں ہے کہ شمعون پطرس نے مسیح کو مسیح کے سامنے زندہ خدا کا بیٹا بتلایا۔ دیکھو مسیح نے اسے نہیں کہا کہ میں تو خود ہی زندہ خدا ہوں ؛

انجیل متی ۴۶/۲۷ میں ہے یسوع نے بڑے شور سے چلا کر کہا۔ ایلی ایلی لما سبقتانی اے میرے خدا۔ اے میرے خدا تو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا۔ غور کرو کہ جب مسیح خود ہی خدا تھا تو اب وہ اے میرے خدا۔ اے میرے خدا کس کو کہتا ہے۔ اُس کو کس نے چھوڑ دیا تھا۔ اور وہ کس کی مدد اپنے لئے چاہتا ہے۔ وہ کس سے پوچھتا ہے اور کیا پوچھتا ہے ؛

پادری صاحب یہ بھی دیکھیں کہ اب تثلیث کیونکر بنے گی پہلے تو باپ خدا۔ بیٹا خدا۔ روح القدس خدا۔ باپ قادر مطلق۔ بیٹا قادر مطلق۔ روح القدس قادر مطلق کہہ کر تثلیث بتائی جایا کرتی تھی لیکن جبکہ مسیح جامۂ انسانی کے اندر خود خدا ہی تھا۔ تو بیٹا کوئی بھی نہ ٹھیرا۔ اور تثلیث کا ایک اقنوم ہی گھٹ گیا۔ یہ تو ایسا جدید عقیدہ ہے جسے کوئی عیسائی عالم بھی اب تک نہیں مانتا ہاں سینٹ پولوس کے خط رومیوں کے ان الفاظ پر بھی غور کریں۔ ۳۔ مسیح کے حق میں۔ جو جسم کی نسبت داؤد کی نسل سے ہوا۔ ۴ مگر مقدس روح کی نسبت قدرت کے ساتھ اس کے جی اٹھنے کے بعد خدا کا بیٹا ثابت ہوا ؛

دیکھو پولوس تو مسیح کو جی اُٹھنے کے بعد خدا کا بیٹا کہتا ہے اور جے ڈانیل صاحب اسی کو جی اُٹھنے سے پہلے انسانی جامہ میں خدا بتلاتے ہیں۔ کیا ہم غلطی پر ہوں گے۔ اگر یہ باور کریں کہ پولوس اپنے علم اور فضل۔ اور مسیح میں ایمان رکھنے۔ اور انجیل کے سمجھنے میں جے ڈانیل سے بڑھ کر ہیں ؛

پادری صاحب کا خیال ہے کہ انجیل یوحنا ۲۴/۱۲ میں مسیح نے اپنے کفارہ کی مثال دی ہے لیکن اگر وہ اس کے ساتھ لگتے ہوئے فقرہ ۲۵/۱۲ کو پڑھ لیتے تو معلوم ہو جاتا کہ اس مثال کو حضرت مسیح ہر ایک اُس شخص کے لئے بیان فرماتے ہیں جو اپنی جان کو صداقت اور ایمان کے واسطے قربان کرتا ہے ۲۴/۱۲ یوحنا میں کفارہ کا تو ذرا بھی ذکر نہیں۔ اچھا اگر یہ مثال کفارہ کے لئے ہے تو جس طرح ایک دانہ سے (۱۰۰) دانے بن جاتے ہیں۔ کیا اسی طرح جامۂ انسانی میں خدا کے جان دینے سے (۱۰۰) خدا بھی بن گئے ہیں ؛

مجھے یقین ہے کہ کوئی بھی عیسائی ایسا اعتقاد نہیں رکھتا اس طریق سے ثابت ہوا کہ ۲۴/۱۲ یوحنا کو کفارہ کا کنایہ ٹھیرانا بھی غلط ہے ؛

پادری صاحب نے کفارہ کے ثبوت میں سورہ روم کی آیت ۱۹ کا حوالہ دیا ہے۔ لیکن

AsliAhleSunnet.com

آیت لکھی۔ اور نہ اس کا ترجمہ۔ اس لئے آیت کو معہ ترجمہ لکھ دیا جاتا ہے۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ۔ خدا کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم کو مٹی سے بنایا اور تم انسان ہو کر زمین پر پھیل گئے ہو؛

مہربانی سے پادری صاحب سمجھائیں کہ اس میں کفارہ کی دلیل کیا ہے اور جناب مسیحؑ کے کفارہ کا کیا ثبوت ہے؟

پادری صاحب نے "کفارہ کے ثبوت میں کتاب پیدائش ۱/۲۶ کا حوالہ بھی دیا ہے اُسکے الفاظ یہ ہیں "تب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر اور اپنی مانند بنادیں"۔

تیسرا حوالہ اُنہوں نے قرنتیوں دوم ۱۵/۱۹ کا دیا ہے۔ اس کی عبارت یہ ہے؛ "خدا نے مسیحؑ میں ہو کے دنیا کو اپنے ساتھ یوں ملا لیا کہ اس نے ان کی تقصیروں کو ان پر حساب نہ کیا۔ اور میل کا کلام ہمیں سونپا"؛

یہ تینوں حوالے کفارہ کے ثبوت اور کفارہ کا مقصد ثابت کرنے کے لئے دئے گئے ہیں۔ پہلی بات غور طلب یہ ہے کہ کیا تینوں حوالے ایک ہی مطلب کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور اگر نہیں تو پھر ان تینوں کا ایک ہی جگہ اور ایک ہی دعوے کے ثبوت میں لکھ دینے کا کیا مطلب ہے؛

قرآن مجید کی آیت اپنے منطوق میں بالکل واحد و وحید ہے۔ اس سے خدا کی خالقیت کی عظمت دل نشین ہوتی ہے کہ اُس نے مٹی سے انسان کو بنایا۔ اب رہ گئی کتاب پیدائش اور دوم قرنتیوں۔ ان دونوں کی عبارتوں کا بھی ایک مطلب نہیں پیدائش ۱/۲۶ بتلاتی ہے کہ ہر ایک انسان خدا کی ہم شکل بھی ہے اور مثلِ خدا بھی ہے مگر قرنتیوں کی عبارت خدا کا صرف مسیحؑ میں ہونا ظاہر کرتی ہے؛

دونوں کے مضمون میں کتنا بڑا تفاوت ہوا۔ اب یہ بھی غور کرو کہ اگر کتاب پیدائش ۱/۲۶ کا بیان صحیح ہے کہ ہر ایک انسان خدا کی صورت اور خدا کے مانند ہے۔ تو پھر کسی بزرگ کے لئے بزرگی کا کونسا معیار باقی رہ گیا؛

بہرحال یہ تو بالکل صاف ہے کہ یہ تینوں حوالے کفارہ کے مسئلہ سے بالکل خاموش ہیں؛

## خدا کا تجسّم

اپنے ساتویں سوال کے جواب میں پادری صاحب نے لکھا ہے کہ تجسّم اور کفارہ کی تعلیم

AsliAhleSunnet.com

صرف انجیل ہی کی تعلیم نہیں بلکہ توراۃ میں بھی اس کا مفصل ذکر ہے۔ اس کے ثبوت میں اُنہوں نے چار حوالے دئے ہیں۔ ہم ہر ایک کو ذیل میں درج کریں گے:

الف۔ لکھا ہے کہ یسعیاہ کا ۵۳ باب تمام پڑھو۔ ہم نے یہ باب تمام پڑھا۔ ہم کو کوئی اعتراض نہیں۔ اگر ثابت کیا جائے کہ اس باب میں حضرت مسیح کی بابت پیشگوئی ہے۔ کیونکہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی بابت بھی پہلی کتابوں میں ایک سے زیادہ پیشگوئیاں موجود ہیں۔ لیکن پادری صاحب کا یہ کہنا کہ یسعیاہ ۵۳ باب میں خدا کے تجسم کا ذکر ہے، یا کفارہ کی تعلیم ہے۔ یہ بالکل بے جوڑ بات ہے۔ ذرا اسی باب کا ۱۱ درس پڑھو: اپنی جان ہی کا دکھ اُٹھا کے وہ اسے دیکھے گا اور سیر ہوگا۔ اپنی ہی پہچان سے "میرا صادق بندہ" بہتوں کو راستباز ٹھیرائیگا! دیکھو۔ خدا کا پاک کلام جس شخص کو "میرا صادق بندہ" فرماتا ہے اسی کو جے ڈانیل صاحب مجسم خدا کہتے ہیں کیا یہ صحیح ترجمہ ہے!

(ب) دوسرا حوالہ یسعیاہ ۹ کا دیا گیا ہے۔ اور اصل لفظ بھی پادری صاحب نے اپنے اشتہار میں لکھ دیئے ہیں، جو یہ ہیں: "ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا۔ اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اُس کے کندھے پر ہوگی۔ اور وہ اس نام سے کہلاتا ہے۔ عجیب..... مشیر خدائے قادر۔ ابدیت کا باپ سلامتی کا شہزادہ"۔

معلوم نہیں کہ اس عبارت کو خدا کے تجسم کے ثبوت میں کیوں پیش کیا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ پادری صاحب نے مشیر خدائے قادر کے الفاظ کو الگ الگ پڑھا ہو۔ یعنے مشیر الگ۔ اور خدائے قادر الگ۔ اگر یہی صورت ہے۔ تو خدائے قادر کے سوا اور جتنے بھی الفاظ ہیں۔ وہ اس شان سے گرے ہوئے ہیں:

۱۔ "سلطنت اُس کے کندھے پر ہوگی"۔ حضرت مسیح کو سلطنت نہیں ملی تھی۔ اور خدا کے لئے یہ کوئی بڑی صفت نہیں!

۲۔ "نام سے عجیب کہلاتا ہے"۔ یسوع اور مسیح دونوں نام بنی اسرائیل میں عجیب نہ تھے اس نام کے بیسیوں شخص پہلے سے بنی اسرائیل میں موجود تھے۔ اور اگر ان الفاظ میں خدا سے مراد ہے تو نام میں عجوبہ پن ثابت نہیں کیا گیا:

۳۔ "مشیر" اگر یہ لفظ حضرت مسیح کے لئے ہے۔ تو اسی کلام سے ثابت کرنا چاہیئے تھا کہ وہ کس کو مشورہ دینے والے ہیں۔ کیونکہ مشیر اکثر اوقات تو مستشار سے درجہ میں کم۔ اور بعض اوقات

AsliAhleSunnet.com

برابر کا ہوا کرتا ہے۔ مگر درجہ میں اس سے بڑا کبھی نہیں ہوتا؛ اگر یہ لفظ اللہ تعالےٰ کے لئے ہے تب بھی لفظ مشیر کے معنے کا خیال کرتے ہوئے یہ کوئی بڑی صفت اُس کے لئے نہیں؛

۴۔ "خدائے قادر" اگر یہ لفظ اللہ تعالےٰ کے لئے ہے۔ تب تو صحیح ہے۔ مگر دیگر الفاظ اس کے مناسب نہیں۔ علاوہ ازیں جب تولّد شدہ بیٹا یا عطا شدہ بیٹا خدائے قادر کو کہا جاوے گا تو وہ کون رہے گا جو یہ کہتا ہے کہ ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا؛

۵۔ "ابدیت کا باپ" یہ لفظ اللہ تعالےٰ پر اس لئے مورد نہیں کہ وہ تو ازلیت اور ابدیت دونوں کا مالک ہے۔ صرف ابدیت کا نہیں۔ اور حضرت مسیح پر اس لئے صادق نہیں کہ انہوں نے ابد تک ساتھ رہنے والا ایک دوسرے بزرگ کو بتلایا ہے نہ کہ اپنے آپ کو۔ دیکھو۔ یوحنا $\frac{۱۶}{۱۴}$

۶۔ "سلامتی کا شہزادہ"۔ یہ الفاظ اللہ تعالیٰ پر اس لئے صادق نہیں آسکتے، کہ وہ تو سلامتی کا مالک ہے یا سلامتی کا شاہ ہے مضائقہ نہیں کہ یہ الفاظ حضرت مسیح کی شان میں ہوں کیونکہ ان کی تعلیم دُنیا کو امن اور سلامتی عطا کرنے والی ہے لیکن پادری صاحب کا دعوےٰ ہے کہ اس سے خدائے قادر مراد ہے۔ لہذا یہ استدلال غلط ہے؛

یہاں تک بحث تو الفاظ کے معانی پر تھی۔ پادری صاحب بتلائیں کہ کیا ان الفاظ کے معانی قبل از ولادتِ مسیح بھی یہی سمجھے جاتے تھے۔ اگر یہی سمجھے گئے تو ثبوت درکار ہے۔ اور اگر نہیں تو بتلائیں کہ ان کا کیا حق ہے کہ جو معنے خود اہل کتاب نے نہیں لئے۔ ان معنی کو وہ ایجاد کریں؛

ج۔ پادری صاحب نے خدا کے تجسم کے ثبوت میں دانیال کی کتاب $\frac{۹}{۲۶}$ کا حوالہ بھی دیا ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے۔

"اور باسٹھ ہفتوں کے بعد مسیح قتل کیا جائے گا۔ پر نہ اپنے لئے"

فرض کرو کہ یہ پیشگوئی حضرت عیلےٰ بن مریمؑ (الیسوع مسیحؑ) کے حق میں ہے۔ تب بھی اس سے خدا کا تجسم کیونکر ثابت ہوا۔

(۲) اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس عبارت کا تعلق حضرت مسیحؑ سے ہو بھی نہیں سکتا۔ دلیل کو غور سے سننا چاہیئے دانیال $\frac{۹}{۲}$ میں ہے "میں دانی ایل نے کتابوں میں ان برسوں کا حساب سمجھا جن کی بابت خداوند کا کلام یرمیاہ نبی کو پہونچا تھا کہ وہ یروشلم کی ویرانی کے ستر برس پورے کرے اس کے بعد $\frac{۹}{۲۴}$ میں بحوالہ جبرائیلؑ فرشتہ کہا گیا ہے۔ ستر ہفتے تیرے لوگوں اور تیرے

AsliAhleSunnet.com

شہر مقدس کے لئے مقرر کئے گئے؛

پس اوّل مشکل یہ ہے کہ کیا یرمیاہ نبی کے ستّر برس سے مراد صرف ستّر ہفتے ہیں رجیسا کہ جبرائیلؑ فرشتہ نے بتلایا۔ یہ مسلمہ ہے کہ بائیبل اور الہام کی اصطلاح میں ایک دن سے ایک سال مراد ہوتا ہے؛

پس اگر ستّر برس صحیح ہیں۔ تب تو اُس کے ۲۵۲۰۰ دن یعنی برس ہوئے اور چونکہ حضرت مسیح حضرت یرمیا نبی سے — صرف ۵۸۵ سال بعد ہوئے۔ اس لئے پیشگوئی کا تعلق کسی طرح حضرت مسیحؑ سے نہ ہوا لیکن اگر ستّر ہفتے صحیح ہیں۔ تو دانیال کا یہ رویا حضرت مسیحؑ سے صرف ۵۳۸ سال پہلے تھا۔ اور ستّر ہفتوں کے ۴۹۰ دن یعنے برس ہوتے ہیں۔ اور ۶۲ ہفتوں کے ۴۳۴ دن یعنی برس ہوتے ہیں اور رویا کے بموجب ضروری تھا کہ دانیال سے ۴۳۴ دن یعنی برس کے بعد مسیحؑ قتل کیا جاتا — چونکہ حضرت مسیحؑ کی پیدائش ۵۳۸ سال بعد از رویا ہوئی ہے؛ اس لئے رویا کی میعاد حضرت مسیحؑ کے پیدا ہونے سے ۱۰۴ سال پہلے ختم ہو گئی تھی؛

(۳) معلوم ہوتا ہے کہ پادری صاحب کو لفظ مسیحؑ سے دھوکا لگا ہے۔ حالانکہ یہ توراۃ کا عام محاورہ ہے۔ اور حضرت مسیح عیسٰی بن مریم علیہ السلام سے پیشتر بھی درجنوں اشخاص پر یہ لفظ بولا گیا ہے؛

(۴) پادری صاحب نے لفظ قتل پر غور نہ کیا۔ یسوع مسیحؑ کی بابت تو تمام عیسائی دنیا کا اتفاق ہے کہ وہ قتل نہیں کئے گئے بلکہ صلیب پر لٹکائے گئے تھے۔ اور ۹/۲۶ میں قتل کئے جانے کا ذکر ہے؛

جملہ دلائل سے ثابت ہوا کہ اول تو ۹/۲۶ دانیال کا حضرت مسیحؑ سے تعلق ہی کچھ نہیں لیکن اگر اسے حضرت مسیحؑ کی بابت ہی مان لیا جاوے۔ تب بھی اس عبارت سے خدا کے تجسّم کا کوئی ادنےٰ ثبوت بھی نہیں ہے؛

# انسان کا میل خُدا سے

اپنے آٹھویں سوال کا جواب دیتے ہوئے پادری صاحب نے مانا ہے کہ انسان کا میل خدا سے ہو سکتا ہے اور خدا کے سے اخلاقی اوصاف اس کے اندر پیدا ہو سکتے ہیں؛

ثبوت میں سورہ روم کی آیت ۱۹ پیش کی ہے جس میں ذکر ہے کہ خدا نے انسان کو مٹی

AsliAhleSunnet.com

سے بنایا۔)

اور کتاب پیدائش کہ ہر ایک انسان خدا کی صورت پر اور خدا کی مانند ہے۔ یہ دونوں حوالے صاف طور پر دعوے سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے؛

پادری صاحب نے پھر ایک مثال پیش کی ہے کہ جس طرح ایک درخت کا پیوند دوسرے درخت سے ہو جاتا ہے اسی طرح انسان کا پیوند یسوع مسیحؑ کے ذریعہ سے خدا کے ساتھ ہو جاتا ہے اس کے ثبوت میں یوحنا ۱۵/۵ کو پیش کیا گیا ہے؛

ہم نے اس مقام کو دیکھا مسیحؑ نے اپنے آپ کو انگور کا درخت اور شاگردوں کو ڈالیاں بتلا کر فرمایا ہے کہ جو مسیح کے ساتھ ہے وہی پھل لاوے گا؛ ہم حضرت مسیحؑ کے اس ارشاد کو صحیح سمجھتے ہیں۔ مگر جس دعوے کے لئے پادری صاحب نے اس حوالہ کو پیش کیا تھا۔ اسکی دلیل ندارد ہے؛

۲۔ قرنتیوں ۵/۱۹ کا حوالہ بھی دیا گیا ہے جو اوپر لکھا جا چکا ہے۔ اس میں پیوند کا ذکر تک نہیں؛

پادری صاحب! ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا کا تعلق بندوں سے ضرور ہوتا ہے۔ اور اسی کا نام حیات طیبہ ہے۔ یہی حیات جاودانی ہے۔ اور اسی کے لئے تنافس وطلب ضروری ہے؛ مگر پادری صاحب کا یہ خیال کہ یہ پیوند صرف مسیحؑ خداوند خداوند کہنے سے ہو جاتا ہے۔ ہرگز صحیح نہیں۔ متی ۷/۲۲ پر غور کرو؛

"اُس دن بہتیرے مجھے کہیں گے۔ اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی۔ اور تیرے نام سے دیووں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سی کرامات ظاہر نہیں کیں۔ ۲۳ اور اُس وقت میں ان سے صاف کہوں گا کہ میں کبھی تم سے واقف نہ تھا۔ اے بدکردارو۔ میرے پاس سے دور ہو"؛

پادری صاحب ہمارا اعتقاد ہے کہ انسان کا میل خدا سے حضرت مسیحؑ کی پاک تعلیمات اور پاک ارشادات پر عمل کرنے سے ہو سکتا ہے اور اس لئے میں حضرت مسیحؑ کا سب سے آخری ارشاد غور اور راستبازی کے ساتھ غور کے لئے پیش کرتا ہوں؛

یوحنا ۱۶/۱۲ حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں: "میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تم سے کہوں۔ پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ ۱۳ لیکن جب وہ یعنی روح حق آوے۔ تو وہ تمہیں ساری سچائی

AsliAhleSunnet.com

کی راہ بتاوے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گا لیکن جو کچھ وہ سُنے گا۔ سو کہے گا۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ ۱۴ وہ میری بزرگی کرے گا۔ اس لئے کہ وہ میری چیزوں سے پا دے گا:

بعض عیسائی کہا کرتے ہیں کہ یہ وعدہ پینتی کسٹ کے دن پورا ہوا۔ مگر پینتی کسٹ کے واقعہ کو پطرس نے یرمیاہ نبی کی پیشگوئی سے متعلق بتلایا ہے۔ اور حضرت مسیحؑ کے اس ارشاد کی بابت نہیں دنیا کی تاریخ کو دیکھ جاؤ۔ ان صفات کا مجموعہ بجز ذات بابرکات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی دوسرا نہ ملے گا۔ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کوئی شخص بھی دنیا میں نہیں گذرا جس نے مسیحؑ کی بزرگی کی ہو۔ جس نے مسیحؑ اور مریم علیہا السلام اور انجیل کے لئے شاندار الفاظ استعمال کئے ہوں۔ جس نے مسیح کی دلی خواہش کے موافق سچائی کی ساری راہ بتا کر دنیا کو یہ مژدہ سنایا ہو:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط — آج ہم نے دین کو کامل کر دیا آج پوری پوری نعمت ہم نے تم کو عطا کر دی آج ہم اپنی خوشنودی ظاہر کرتے ہیں کہ یہ اسلام ہی تمہارا دین ہے:

آؤ مسیح کی سنو۔ مسیحؑ کی مانو۔ سچائی کی ساری راہ اس روح الحق سے سیکھ لو۔ اسی میں فلاح اور بہبودگی۔ اور برکت اور نجات ابدی ہے۔ فقط

## اتنا ضروری نہیں

| | |
|---|---|
| شریعت دشمنی ہے | (راسیون ۱/۲) |
| پہلا حکم کمزور اور بے فائدہ ہونے سے منسوخ ہوا | (عبرانیون ۱۸/۷) |
| پُرانا عہد نامہ (توریت، زبور و دیگر صحفِ انبیاء) مٹ گیا | (عبرانیون ۱۳/۸) |

جب پُرانا عہد نامہ بے فائدہ ٹھہرا اور منسوخ ہوا بلکہ اس پر تکیہ کرنے والے ملعون قرار پائے تو اس کے بارے میں بحث کرنا ہی عبث ہے۔ اب صرف موجودہ اناجیل ہی رہ جاتی ہیں۔ ہم دیکھیں گے کہ قرآن کریم نے ان کی تصدیق کہاں کی ہے اور کن آیات میں مسلمانوں سے ان پر ایمان لانے کے لئے کہا گیا ہے:

(۱) عیسائیوں کے پاس مسیح علیہ السلام کی کوئی انجیل نہیں انکے پاس متی، مرقس، لوقا اور

AsliAhleSunnet.com

# قرآن کریم اور موجودہ اناجیل

مولانا محمد عثمان فارقلیط

عیسائی مشنری تحریر و تقریر کے ذریعہ مسلمانوں کو برابر مغالطہ دیئے جا رہے ہیں کہ قرآن کریم موجودہ بائبل کا مُصدّق ہے اور مسلمان اس پر ایمان لانے کے لئے مامور ہیں یہ لوگ قرآن کریم کی آیات سے استدلال کر کے مسلمانوں پر اتمامِ حجت کرنا اور ان کے خیالات پر اثر ڈالنا چاہتے ہیں۔ ہمیں اطراف ہند سے خطوط موصول ہوتے رہتے ہیں جن میں ہم سے ان آیات کریمہ کی تشریح و تبیین کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ جس میں کسی نہ کسی رنگ میں موجودہ صحف انبیاء کی تصدیق کی گئی ہے اور ان کو منزّل من اللہ قرار دیا گیا ہے۔

ہم اس بحث کو سرِدست موجودہ اناجیل یا موجودہ عہد نامہ جدید تک محدود رکھیں گے اور عہد نامۂ قدیم (توریت، زبور وغیرہ) سے تعرض نہیں کریں گے۔ کیونکہ یہی بحث عہد نامہ قدیم پر بھی حاوی ہوگی۔ اور اس لئے بھی کہ خود عیسائی بھی عہد نامۂ قدیم کو رد کر چکے ہیں، چنانچہ پولس رسول نے الہامِ الٰہی سے اطلاع پاکر فیصلہ دیا ہے کہ شریعت (موسوی) پر تکیہ کرنے والے ملعون ہیں: (گلاتیون ۳/۱۰)

شریعت کا ماننا ضروری نہیں (گلاتیون ۳/۱۲)

شریعت دشمنی ہے (افسیون ۲/۱۵)

پہلا حکم کمزور اور بے فائدہ ہونے سے منسوخ ہوا (عبرانیون ۷/۱۸)

پرانا عہد نامہ (توریت، زبور و دیگر صحفِ انبیاء) مٹ گیا (عبرانیون ۸/۱۳)

جب پرانا عہد نامہ بے فائدہ ٹھہرا اور منسوخ ہوا بلکہ اس پر تکیہ کرنے والے ملعون قرار پائے تو اس کے بارے میں بحث کرنا ہی عبث ہے۔ اب صرف موجودہ اناجیل ہی رہ جاتی ہیں۔ ہم دیکھیں گے کہ قرآن کریم نے ان کی تصدیق کہاں کی ہے اور کن آیات میں مسلمانوں سے ان پر ایمان لانے کے لئے کہا گیا ہے:

(۱) عیسائیوں کے پاس مسیح علیہ السلام کی کوئی انجیل نہیں انکے پاس متی، مرقس، لوقا اور

12226

AsliAhleSunnet.com

یوحنا کی انجیلیں ہیں اور قرآن کریم میں ان انجیلوں کا دُور دُور نام نہیں. کوئی ایک آیت نہیں جس میں کہا گیا ہو کہ قرآن متی کی انجیل کو منجانب اللہ قرار دیتا ہے۔ یا مرقس اور یوحنا کی انجیل حضرت مسیح پر نازل کی گئی۔ جب ان انجیلوں کا قرآن کریم میں نشان تک نہیں تو ان پر مسلمانوں کو ایمان لانے پر مامور کرنا تو بہت دور کی بات ہے:

(۲) قرآن کریم نے بلاشبہ اس انجیل کی تصدیق کی ہے جو حضرت عیسٰی علیہ السلام پر نازل کی گئی۔ جس کا ایک ایک حرف حضرت مسیح پر نازل ہوا۔ ارشاد باری ہے وَاٰتَیْنٰہُ الْاِنْجِیْلَ (ہم نے حضرت مسیح کو انجیل دی) خود حضرت مسیح نے فرمایا اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ (اور مجھ کو کتاب یعنی انجیل دی گئی):

(۳) قرآن کریم نے انجیل مقدس کی ضرور تصدیق کی ہے۔ متی۔ لوقا۔ مرقس اور یوحنا کی تصدیق نہیں کی۔ کیونکہ ان انجیلوں کا مسیح پر نازل ہونا تو کجا۔ انہیں تو حضرت مسیح کے ملاحظہ میں آنے کا شرف بھی حاصل نہیں ہوا۔ یہ انجیلیں مسیح کے مصلوب (نعوذ باللہ) ہونے کے بعد تقریباً ایک نسل کے گذرنے پر تحریر کی گئیں اور لکھنے والوں نے ان کو حضرت مسیح کی طرف نہیں بلکہ متی لوقا وغیرہ لوگوں کی طرف منسوب کر دیا۔ خود انجیل لوقا کے پہلے باب کی پہلی اور دوسری آیت میں مذکور ہے کہ اس انجیل کے لکھنے والے نے لوگوں سے دریافت کر کے اپنی انجیل لکھی اور اس لئے لکھی کہ لکھنے والے نے لکھنا ہی۔ مناسب سمجھا اگر وہ نہ لکھنا مناسب سمجھتے تو نہ لکھتے۔ کیونکہ انہیں خدا کی طرف سے کوئی آرڈر نہیں ملا تھا کہ وہ انجیل ضرور لکھیں اور اس پر ایمان لانے کے لئے خدا کی مخلوق کو بلائیں خود عیسائی تسلیم کرتے ہیں کہ مرقس کی انجیل ۶۵ء اور ۷۰ء کے درمیان لکھی گئی۔ لوقا اور متی کی انجیلیں بھی ۸۰ء یا ۹۰ء میں لکھی گئیں۔ یوحنا کی انجیل بھی ۹۰ء یا ۱۰۰ء کے درمیان مرقوم ہوئی (ریشلسٹ انسائیکلو پیڈیا زیر لفظ گوسپل و پادری ڈمیلو کی کتاب بائبل کی کتابوں کا دیباچہ صفہ ۱۱) ظاہر ہے کہ جو کتابیں حضرت مسیح کے بعد ایک نسل گزرنے پر لکھی گئی ہوں۔ انہیں حضرت مسیح کے ملاحظہ میں آنے کا شرف کب حاصل ہو سکتا ہے؟ کجا کہ انجیل براہ راست ان پر نازل کی گئی ہو اور قرآن کریم نے اس کی تصدیق فرمائی ہو:

(۴) خود یہ انجیلیں بھی جو متی۔ مرقس۔ لوقا اور یوحنا کی طرف منسوب ہیں کسی اور نسخہ کی نقل ہیں اور وہ اصل نسخہ دنیا سے معدوم ہے۔ انگریزی انجیلوں پر بجائے مرقس اور لوقا کی انجیل کے THE GOSPEL ACCORDING TO MARK لکھا ہے۔ یعنی انجیل مطابق مرقس

AsliAhleSunnet.com

کے چاروں انجیلوں پر یہی مرقوم ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مرقس وغیرہ انجیلیں کسی اور انجیل کی نقل ہیں اور ان کی اصل دنیا سے مفقود ہے، چنانچہ پادری ڈمیلو صاحب نے لکھا ہے کہ ــ انجیل مطابق مرقس ــ سے پتہ چلتا ہے کہ موجودہ انجیل مرقس وغیرہ کی اصل کوئی اور انجیل ہے اور یہ اناجیل اسی کی نقل ہیں۔" (بائیبل کی کتابوں کا دیباچہ صفحہ ۲۳۴)

عبرانی کے محقق عالموں نے کسی ۔ لوگیا ۔ کو موجودہ اناجیل کی اصل بتایا ہے بہر حال موجودہ اناجیل کسی اور کی نقل ہوں یا نہ ہوں۔ عیسائیوں کے نزدیک ان انجیلوں کا ایک حرف بھی حضرت مسیح پر نازل نہیں ہوا۔ اور قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ انجیل براہ راست حضرت مسیح علیہ السلام کو دی گئی۔ لہٰذا اس اصول کی بنا پر خود عیسائی بھی اس امر کے قائل ہیں کہ قرآن جس انجیل کی تصدیق کرتا ہے وہ اس انجیل سے الگ ہے جو حضرت مسیح سے پچاس اور سو سال بعد لکھی گئی، ارڈویل کے انگریزی ترجمہ قرآن میں بھی یہی لکھا ہے۔

(۵) بلاشبہ قرآن کریم نے فرمایا ہے "وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ (اور اللہ نے توراۃ اور انجیل نازل کی) لیکن واقعہ یہ ہے کہ مسیحیت کے آغاز سے چوتھی صدی تک ایک سو سے زائد انجیلیں رائج تھیں اور ان سب کو عیسائی حلقوں میں مانا جاتا تھا مگر چوتھی صدی کے بعد کلیسا نے ان میں سے صرف چار انجیلوں کو منتخب کر کے الہامی قرار دیا۔ اور باقی تمام انجیلوں کو جعلی اختراعی اور جھوٹی قرار دے کر رد کر دیا اگر قرآن کریم میں لفظ انجیل آنے سے موجودہ چار انجیلوں کی تصدیق ہو جاتی ہے تو ان کتابوں کا نام بھی انجیل ہی تھا جن کو عیسائی پادریوں نے جھوٹی اور جعلی قرار دیکر رد کر دیا۔ یہ کیوں نہ کہا جائے کہ قرآن کریم نے ان تمام کتابوں کی تصدیق کی ہے جن کو انجیل کا نام دیا گیا تھا؟ اگر عیسائی علماء ۹۶ انجیلوں کو جعلی قرار دیکر رد کر سکتے ہیں تو ہم نے کونسا جرم کیا ہے کہ ان انجیلوں کے ساتھ موجودہ چار انجیلوں کو بھی جعلی قرار دیکر رد کر دیں؟ عیسائیوں کے پاس وہ کونسا معیار ہے کہ انجیلوں کا انبار چار صدیوں تک الہامی مانا گیا وہ جعلی اور مصنوعی ٹھہرے اور صرف چار انجیلوں کو مستند اصلی اور الہامی تصور کیا جائے!

یہ بات کہ انجیلوں کے انبار میں سے چار انجیلیں چوتھی صدی میں منتخب کی گئیں۔ اور کونسل نائس، کونسل کارتھیج اور کونسل ہپو HIPPOO میں ان کو سچائی کی کتاب تسلیم کیا گیا اس کے لئے دیکھئے ڈکشنری آف ریلیجن اینڈ ایتھکس زیر لفظ بائبل و لفظ نیو ٹیسٹمنٹ و بائبل کی کتابوں کا دیباچہ صفحہ ۸ و تواریخ مسیحی کلیسا صفحہ ۱۵۳ و بحثی تعلیم صفحہ ۱۰۰

AsliAhleSunnet.com

اِن سو انجیلوں میں سے نصف یورپ میں چھپ چکی ہیں : ہم یہاں صرف چند انجیلوں کے نام پر اکتفار کریں گے :

انجیل عبرانی ۔ انجیل مریم ۔ انجیل وفات مریم ۔ انجیل پطرس ۔ انجیل برنباس ۔ انجیل بارہ رسولاں ۔ انجیل یوسف نجار ۔ انجیل نقودیمس ۔ انجیل مسیح ۔ انجیل دایہ مریم ۔ انجیل اسکریوٹی ، بہت سی انجیلوں کے حالات ذیل کی کتابوں سے معلوم ہو سکیں گے

ڈکشنری آف ریلیجن اینڈ اینھکس زیر لفظ اپاکریفا و لفظ کینن رتیلسٹ انسائیکلوپیڈیا لفظ اپاکریفا اگر قرآن کریم نے انجیل متی و مرقس کی تصدیق کی ہے تو اس نے انجیل بارہ رسولاں اور انجیل برنباس وغیرہ کی بھی ضرور تصدیق کی ہوگی ۔ اگر نہیں تو یہ کس طرح معلوم ہوا کہ اس نے متی مرقس ۔ لوقا اور یوحنا وغیرہ انجیلوں کی تصدیق کی ہے ؟ عیسائیوں کے نزدیک تو مردود انجیلیں الہامی نہیں پھر یہ چار انجیلیں جو پادریوں کے ہاتھ میں ہیں کیونکر الہامی قرار پا گئیں : ؟

(۶) ایک بنیادی بحث یہ ہے کہ چاروں انجیلوں کی اصل کہاں ہے ؟ بائبل کے قدیم ترین نسخے جو عیسائیوں میں زیادہ مستند سمجھے جاتے ہیں صرف تین ہیں :

(۱) نسخہ اسکندریہ جو یونانی زبان میں پانچویں صدی میں لکھا گیا :

(۲) نسخہ سینائی : یہ نسخہ بزبان یونانی چوتھی صدی میں مرقوم ہوا :

(۳) نسخہ ویتی کانوس : یہ نسخہ بھی یونانی زبان میں چوتھی صدی کا ہے :

قطع نظر اس کے کہ یہ سارے نسخے ناقص ہیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان تینوں نسخوں کا ماخذ یا متن کہاں ہے ؟ ہم حواریوں کی لکھی ہوئی تحریر کا مطالبہ نہیں کرتے ، ان نسخوں کا مطالبہ کرتے ہیں جن سے مندرجہ بالا نسخے نقل کئے گئے اور پھر ان ہی نسخوں سے نقل در نقل ہوتی رہی ۔ چار صدیوں تک انجیلوں کے جو نسخے بھی موجود رہے ان کا نام ونشان اور پتہ کیا ہے اور وہ کس جگہ محفوظ ہیں ۔ لازمی ہے کہ نقل کی اصل موجود ہو اگر اصل ہی دنیا سے ناپید ہے تو کیا ضمانت ہے کہ یہ نسخے چار صدیوں کے بعد اصل متن سے پوری صحت کے ساتھ نقل کئے گئے ہیں ۔ جن لوگوں نے یہ نسخے کسی اصل سے نقل کئے کیا انہیں معلوم نہ تھا کہ لوگ ان پر بددیانتی کا الزام بھی لگا سکتے ہیں اس لئے اصل کو محفوظ رکھنا چاہیے جو طلب کرنے پر پیش کی جا سکے ۔ کیا ان لوگوں نے نقل کرنے کے بعد اصل کو ارادتاً برباد کر دیا ؟ اگر نہیں تو اصل کو محفوظ نہ رکھنے کی کیا وجہ ؟ ممکن ہے کہ یہ نسخے بھی جعلی اور جھوٹی انجیلوں سے نقل کر لئے گئے ہوں :

AsliAhleSunnet.com

عیسائی علمار کو اعتراف ہے کہ دنیا سے انجیلوں کی اصل ناپید ہے۔ بائبل کے مشہور مفسر آدم کلارک اور ڈاکٹر ہارن نے اپنی تفسیروں میں اصل کے فقدان کا اعتراف کیا ہے پادری فانڈر نے اپنی کتاب اختتام دینی مباحثہ میں لکھا ہے کہ قدیم کتابوں کا شاید ایک بھی اصل نسخہ اب باقی نہیں رہا۔ ص۶۱۔ فانڈر صاحب نے یہی بات اپنی دوسری کتاب۔ طلوع آفتاب صداقت۔ میں لکھی ہے اور اس کی پوری تائید اس مضمون سے بھی ہوتی ہے جو بائبلیکل کرٹسزم کے عنوان سے ڈکشنری آف ریلیجن اینڈ اینتھکس میں لکھا گیا ہے۔ عیسائی کونسلوں کی طرف سے نقلی نسخوں کی تائید سے کچھ نہیں ہوتا۔ جب اصل ہی موجود نہ ہو تو نسخوں کی تائید محض فضول ہے!

(۷) ہم بتا چکے ہیں کہ عیسائی علمار کو اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ موجودہ انجیلوں کی اصل دنیا سے ناپید ہے، صرف نقلیں باقی ہیں جو اصل کے بغیر ساقط الاعتبار ہیں۔ انجیلوں کے وہ نسخے جو چوتھی اور پانچویں صدی میں مرقوم ہوئے ان کی صحت کے صرف دو ہی ذریعے ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ نقلوں کی اصل موجود ہو اور اصل کو تواتر کا درجہ حاصل ہو مگر یہ صورت مفقود ہے۔ دوسرا ذریعہ یہ کہ ابتداء ہی سے عہدِ جدید کے حفاظ ہزاروں کی تعداد میں چلے آتے ہوں اور انہوں نے پانچویں صدی کے نسخوں کی تصدیق کی ہو مگر یہ صورت بھی ناقابل تصور ہے۔ پھر اگر نقلی نسخوں میں اختلافات ہوں تو ان کی تصحیح کا معیار کیا ہوگا؟ اور یہ کیسے معلوم ہو کہ دو اختلافوں میں ایک غلط ہے اور دوسرا صحیح ہے؟ مثلاً انجیل متی اور انجیل لوقا میں مسیح کے دو نسب نامے لکھے ہیں۔ ان دونوں نسب ناموں میں اس قدر اختلافات ہیں کہ خود عیسائی علمار ان کی کوئی توجیہہ نہ کر سکے، ناموں میں اختلاف۔ تعداد میں اختلاف، ترتیب میں اختلاف۔ ظاہر ہے کہ ایک نسب نامہ صحیح ہوگا دوسرا غلط۔ اگر انجیلوں کے متن محفوظ ہوتے تو ان کی طرف رجوع کر کے اختلافات کو رفع کیا جا سکتا تھا مگر اصل موجود نہیں رہی۔ جس کو جو نسب نامہ ملا اس نے اسی کو چلتا کر دیا، اب ہزار سر پٹخیے صحیح نسب نامہ کا پتہ نہیں چل سکتا۔ یہ مسلمانوں پر اللہ کا بڑا ہی فضل ہے کہ اگر قرآن کریم کے دو ترجموں میں فرق ہو تو ایک حافظ کو بلا کر اصل کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے اور اصل عربی متن سے تصحیح میں مدد لی جا سکتی ہے اگر قرآن کریم کا اصل متن مفقود ہوتا تو جارج سیل اور راڈویل کے انگریزی ترجمہ قرآن کی غلطیوں کا پتہ ہرگز نہ چلتا۔ عیسائیوں کے ہاتھوں میں جو انجیلیں ہیں ان کے اختلافات کی تصحیح تو کیا ہوگی جن قدیم نسخوں پر ترجموں کا انحصار ہے۔ ان کے نقل کرنے والوں کا نام تک عیسائی دنیا کو معلوم نہیں ایک تو پانچویں صدی کی نقلیں۔ دوم اصل متن کا نقصان

AsliAhleSunnet.com

سوم نقل نویس بھی نامعلوم، پتہ نہیں کہ نسخہ اسکندریہ کا ناقل کون تھا۔ یہودی تھا یا عیسائی؟ کچھ پتہ نہیں۔ ان ہی کتابوں کے بارے میں قرآن کریم کا ارشاد ہے:

| | |
|---|---|
| فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ: | افسوس اُن لوگوں پر جو خود اپنے ہاتھوں سے کتابیں لکھتے ہیں اور پھر انہیں خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں: |

(۸) قرآن کریم سے عیسائیوں کا استدلال تو صرف اسی ایک بات سے باطل ہو جاتا ہے کہ قرآن کریم نے اس انجیل کی تصدیق کی ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ اس نے متی مرقس۔ یوحنا کی انجیلوں کی کہیں بھی تصدیق نہیں کی۔ اور خود عیسائی مقر ہیں کہ ان کی انجیلوں کا ایک حرف بھی مسیح پر نازل نہیں ہوا۔ پھر یہ ان کی چالاکی نہیں تو کیا ہے کہ وہ انکار کے بعد بھی قرآن سے موجودہ انجیلوں کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ یہ بھی عیسائیوں کے نزدیک مسلّمہ ہے کہ موجودہ انجیلوں کو مسیح نے ملاحظہ تک نہیں کیا۔ پھر بھی یہ دعویٰ کہ قرآن انجیل متی وغیرہ کی تصدیق کرتا ہے:

اب ہم ایک اور طریقہ سے بتانا چاہتے ہیں کہ خود مسیحی کلیسائیں بھی پورے طور پر موجودہ بائبل کی تصدیق نہیں کرتیں ہر کلیسا نے اپنی اپنی بائبل الگ بنا رکھی ہے دنیا کی پانچ مشہور کلیساؤں میں (۱) شامی کلیسا (۲) قبطی کلیسا (۳) یونانی یا مشرقی کلیسا (۴) رومی کلیسا (۵) پروٹسٹنٹ کلیسا شامل ہیں:

## (۱) شامی کلیسا

اس کلیسا کی بائبل سے مندرجہ ذیل کتابیں خارج ہیں۔ حالانکہ دوسری کلیساؤں کی بائبل میں یہ کتابیں شامل ہیں:

| | |
|---|---|
| یوحنا کے دو خطوط | پطرس کے دو خطوط |
| یہودا کا ایک خط | یوحنا کا مکاشفہ |

عہد نامۂ قدیم کی کتاب جوڈتھ:

(دیکھو ڈکشنری آف ریلیجن اینڈ ایتھکس زیر لفظ سیرین چرچ و لفظ کینن)

## (۲) قبطی کلیسا

قبطی کلیسائی بائبل سے عہد جدید کی کتاب مشاہدات اور وہ بارہ کتابیں جو کیتھولک بائبل میں شامل ہیں خارج کر دی گئیں (ڈکشنری آف ریلیجن اینڈ

AsliAhleSunnet.com

ایتھکس زیر لفظ کینن)

(۳) یونانی کلیسا یونانی کلیسا کی سپٹواجنٹ بائبل سے عہد نامۂ قدیم کی پانچ کتابیں خارج کر دی گئیں اور آٹھ جعلی کتابیں جو کیتھولک بائبل میں شامل ہیں باقی رکھی گئیں۔ (ڈکشنری آف ریلیجن اینڈ ایتھکس زیر لفظ کینن)

(۴) رومی کلیسا رومی کلیسا جو رومن کیتھولک عیسائیوں کا پاپائی ادارہ ہے اس کی بائبل میں جس کا ترجمہ ولگیٹ سے کیا گیا ہے عہد نامۂ قدیم کی تیرہ ۱۳ کتابیں زائد ہیں۔ ان کتابوں کو کونسل ٹرنیٹ میں جو ۸ راپریل ۱۵۴۶ء میں منعقد ہوئی مستند اور الہامی قرار دیا گیا۔ کتابوں کے نام یہ ہیں (۱) طوبیا (۲) جودۃ (۳) آستر کی کتاب کا ضمیمہ (۴) حکمت کی کتاب (۵) یسوع ابن سیراخ (۶) بارق (۷) کتاب اول مقابیس (۸) کتاب دوم مقابیس (۹) تیسری کتاب عزرا کی (۱۰) چوتھی کتاب عذرا کی (۱۱) تاریخ سوسنہ (۱۲) بال اور اژدھا کا قصہ (۱۳) النوخ کی کتاب

یہ ساری کتابیں کیتھولک بائبل میں آج بھی دیکھی جا سکتی ہیں؛

(۵) پروٹسٹنٹ کلیسا پروٹسٹنٹ عیسائیوں کی بائبل سے وہ تیرہ ۱۳ کتابیں بالکل خارج کر دی گئیں جو کیتھولک بائبل میں شامل ہیں اور جن کی فہرست اوپر درج ہے پروٹسٹنٹ عیسائی ان تیرہ ۱۳ کتابوں کو جعلی جھوٹی اور اختراعی قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ تیرہ ۱۳ کتابیں ترجمہ سپٹواجنٹ میں شامل ہیں یہ ترجمہ وہ ہے جسے ۷۲ علماء یہود نے اسکندریہ میں جمع ہو کر اصل عبرانی سے یونانی میں کیا تھا۔ لطف یہ ہے کہ اس ترجمہ کی اصل عبرانی بھی دنیا سے مفقود ہے۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ ۷۲ علماء کون تھے اور ان کا نام کیا تھا۔ اصل موجود نہ ہونے سے مختلف کلیساؤں نے اپنی مرضی سے جن کتابوں کو چاہا الہامی قرار دے دیا اور جن کو چاہا مصنوعی اور جعلی ٹھہرا دیا۔ اگر ترجمہ سپٹواجنٹ میں بھی غلط اور جھوٹی کتابیں شامل ہیں تو اس کی اور کتابوں کا کیا اعتبار رہ جاتا ہے؟

غور کیجئے کہ جن کتابوں پر خود عیسائیوں کا اتفاق نہیں اُن کی تصدیق کے لئے عیسائی مشنری قرآن کریم کی آیات نکال کر پیش کرتے ہیں۔ مگر یہ ایک ایسی ناروا جسارت ہے جس کے ارتکاب کے لئے بہت بڑی حماقت چاہیئے:

(۹) عیسائی مشنریوں کی طرف سے اسلام کے خلاف جو کتابیں شائع کی گئیں، ان میں قرآن کریم کی ان آیات کی بھرمار کی گئی جن میں توریت۔ زبور اور انجیل کا نام آیا ہے اور قرآن کریم

AsliAhleSunnet.com

نے ان کی تصدیق کی ہے سنہ ۱۸۴۰ء سے اب تک پادریوں نے یہی وطیرہ اختیار کیا ہے سنہ ۱۸۵۶ء سے پہلے مشہور عیسائی مشنری پی فانڈر نے میزان الحق کے نام سے کتاب لکھی اور اس میں وہ تمام آیات درج کر دی گئیں جن میں انجیل کا نام آیا ہے۔ شمال مغربی صوبہ کے گورنر سر ولیم میور جنہوں نے حیات محمدؐ اور خلافت وغیرہ کتابیں لکھیں وہ دوسرے مشنریوں سے بھی دو ہاتھ آگے رہے، اور انہوں نے اپنی کتاب۔ شہادت قرآنی بر کتب ربانی۔ میں ان تمام آیات کریمہ کو جمع کر دیا۔ جن میں صحفِ انبیاء کی طرف کچھ بھی اشارہ کیا گیا ہے، بعد کے پادری صاحبان نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں اسی روش کو اپنایا۔ ہدایت المسلمین اور نیاز نامہ ۱۹ اور کلام حق وغیرہ کتابوں میں بھی ایسی تمام آیات درج کی گئیں جن میں انجیل کو منزل من اللہ کہا گیا ہے۔ تین سال ہوئے بھوپال کے پادریوں نے بھی ایک دو ورقہ شایع کر کے علماء اسلام سے ۱۶ سولہ سوالات کر ڈالے جن کا مختصر سا جواب راقم الحروف نے اسی صدق جدید میں شایع کرایا۔ عیسائی مشنری سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کی دکھتی رگ یہی ہے کہ قرآن کریم سے اپنی کتابوں کی تصدیق ثابت کر دی جائے مگر ہم آج ان کے طلسم کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ چونکہ ہم نے اپنی بحث کو عہد نامہ جدید تک محدود رکھا ہے۔ اس لئے ہم قرآنی آیات کی تشریح میں بھی اس کا خیال رکھیں گے؛

بقول پادری صاحبان عیسائی مذہب اور اس کے عقائد کے تین بڑے ستون یہ ہیں (۱) حضرت مسیحؑ کی الوہیت اور ابنیت (مسیحؑ کا خدا اور فرزند خدا ہونا) (۲) مسیحؑ کی مصلوبیت (۳) صلیبی موت سے ان لوگوں کے موروثی گناہوں کا کفارہ جو مسیحؑ کی الوہیت پر ایمان لائیں۔ وہ عقائد کی ان بنیادوں کو موجودہ انجیلوں سے ثابت کرتے ہیں پس اگر قرآن کریم ان بنیادوں کی بیخ کنی کرتا ہے اور ان پر کفر و شرک کا فتویٰ لگاتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے نزول کا بڑا مقصد ان عقائد کی اصلاح ہے تو پھر یہ کہنے میں ہرگز مبالغہ نہ ہوگا کہ قرآن کریم موجودہ اناجیل کا مصدق نہیں، بلکہ مکذّب ہے اور اس نے ان ہی عقائد کو باطل قرار دیا ہے جو مسیحیت یا پولوسیت کی بنیاد ہیں۔

(صدق جدید)

(لکھنؤ ۵ مئی سنہ ۱۹۷۲ء)

LIBRARY
JAMIA HAMDARD
U12226

AsliAhleSunnet.com